عقائد اہلسنت کے بارے میں علمی و تحقیقی کتاب

تصحیح العقائد

حضرت علامہ محمد عبد الحامد صاحب بدایونی

فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ

تصحیح العقاید

مُرتّبہ

مُجاہدِ ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحامد صاحب قادری بدایونی
صدر جمعیۃ علماء پاکستان

اس تالیف میں حضرت ممدوح نے حضرات اہلسنت کے معمولات و عقاید کو آیات و احادیث شریفہ کی روشنی میں بہترین اسلوب پر پیش فرمایا ہے

ناشر

ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ - لاہور

نام کتاب	تصحیح العقائد
مصنف	حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
ضخامت	۱۴۴ صفحات
کتابت	محمد حنیف گل کڑیالوی
مطبع	اُردو آرٹ پریس، لاہور
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۱۵ روپے

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

فون ۶۳۴۶۴

حرفِ اوّلین

مجاہدِ ملت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی روحانی اور سیاسی حلقوں میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ان کی مجاہدانہ خدمات، عزم و ہمت صبر و استقلال، زورِ تقریر، شانِ تحریر یقیناً مسلمانانِ پاکستان کے لیئے بالعموم اور اہلسنت وجماعت کے لیئے بالخصوص باعثِ فخر ہیں۔ مجاہدِ ملت نے ساری زندگی مذہبی اور قومی تحریکات میں صرف کی۔ بالخصوص تحریک پاکستان میں انہوں نے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ اور انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب مفاد پرست جاہ و منصب اور دنیاوی مفادات کے چکر میں پھنس گئے آپ اس وقت بھی نظامِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور ملکی سلامتی کے لیے معروفِ جد وجہد ہے۔ آپ نے مہاجرین کے مسائل کے لیئے مہاجرین کمیٹی کو قائم کر کے جس طرح ان کے مسائل کے لیئے جد وجہد کی وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ مولانا نے جب اہلسنت کی سیاسی پسماندگی کو دیکھا تو جمعیۃ علماء پاکستان کا جھنڈا اٹھایا اور پھر قافلۂ عشق و مستی کو لے کر آگے ہی بڑھتے رہے۔ آج اگرچہ وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں لیکن ان کی قومی و دینی خدمات ان کو زندہ و تابندہ رکھے ہوئی ہیں۔

آپ نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ برقرار رکھا، اور متعدد اہم موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں۔ زیرِ نظر کتاب "تصحیح العقائد" آپ کی ایک بلند پایہ تحقیقی کتاب ہے۔ یہ کتاب عقائدِ اہلسنت کا بہترین مرقع ہے جو عرصہ دراز سے نایاب تھی احباب کی پرزور اصرار پر اس کی اشاعت کا اہتمام آپ کا قومی ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کر رہا ہے۔ ہم نے آپ کو اسلاف کے تحقیقی علمی و دینی شہ پارے مہیا کرنے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے۔ یہ کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ انشاء اللہ قارئین اس کو پسند فرمائیں گے۔ یہ کتاب یقیناً عقائد اہلسنت کی تبلیغ اور تحفظ کا باعث بنے گی۔

محمد حفیظ البرکات شاہ
مینجر
ضیاء القرآن پبلیکیشنز (وقف) لاہور

اِنتساب

میں کتاب تصحیح العقائد کو عالی مرتبت ہزایکسیلنسی جناب ڈاکٹر دین محمد صاحب گورنر سندھ کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

وہ ماشاءاللہ صوفی مشرب ہیں، حضور شہنشاہِ کونین تاجدارِ دوجہاں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت سے ان کا قلب لبریز ہے۔

حضراتِ اولیائے کاملین سے حسنِ عقیدت اور اہلِ علم کے قدر شناس ہیں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی۔

۴ ستمبر ۱۹۵۱ء

فہرس

اسبابِ تالیف

کراچی میں اب تک کتب خانوں کی اس درجہ کمی ہے کہ اگر کوئی مصنف مذہبی و علمی تاریخی عنوانات پر کچھ لکھنا چاہے تو مواد حاصل کرنا دشوار ہوتا ہے۔ مہاجرین میں وہ اہلِ علم جن کے یہاں ہزار دں مجلدات کے نادر ذخیرے موجود تھے ان کے ہمراہ نہ آ سکے۔

ضرورت ہے کہ کراچی میں ایک ایسی جامع لائبریری قائم کی جائے جس میں ہر قسم کے علوم و فنون اور مذہبی کتابیں موجود ہوں، حکومت ایسی لائبریری کے قیام میں خصوصی امداد کرے۔

اسی طرح ایک ایسا دارالاشاعت موجود ہو جس کی جانب سے قدیم وجدید مصنفین کی کتابیں شائع کی جائیں۔ ایک طرف عصرِ حاضرہ کی ضروریات و حالات کا اندازہ کرتے ہوئے تصانیف شائع ہوں تو دوسری جانب مذہبی علمی تاریخی اور اعتقادی کتابیں طبع کرائی جائیں۔

الحمدللہ کہ جمعیت علمائے پاکستان ان اغراض کے ماتحت ایک دارالاشاعت کھول رہی ہے۔

میری وہ تالیفات جو دارالتصنیف بدایوں نے شائع کی تھیں ان میں کی اکثر و بیشتر طباعت کے بعد ختم ہوگئیں۔ بعض کتابیں جو متعدد بار شائع ہوئیں ان میں تصحیح العقائد اور نظام عمل ان دو کتابوں کی طباعت کے لیے احباب کا اصرار ہوا۔ چنانچہ تصحیح العقائد کی طباعت کا نظم کیا گیا۔

الحمدللہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر مسلمانوں کے سامنے آ رہی ہے۔ یہ کتاب نہ کسی کی دل شکنی کے لیے لکھی گئی نہ مناظرانہ ہنگامہ آرائیوں کی غرض سے بلکہ محض اس لیے کہ مسلمان عقائدِ حقہ اور دلائل قویہ سے باخبر ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ میری اس تالیف کو مسلمانوں میں مقبول بنائے میں اپنے محترم بزرگ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مراد آبادی مدظلہ العالی کا شکر گزار ہوں کہ ممدوح نے کتابت و طباعت میں غیر معمولی محنت فرمائی۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء

ہمارے مبلغین و واعظین اگر اس ایک کتاب کے مضامین کو محفوظ کرلیں تو انہیں حضراتِ اہلِ سنّت کے عقائدِ شریفہ پر معلومات حاصل ہو جائے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

۴ اگست ۱۹۵۱ء



تمام تعریفیں اس خدائے وحدہٗ لاشریک کے لئے جو اپنی ذات وصفات میں بے مثال ہے وہ سب کا خالق اور پیدا کرنے والا شرک سے منزہ لم یلد ولم یولد ہے اس کی صفات نقص سے پاک ہیں۔ اس کے متعلق امکان کذب ماننا ضلالت وگمراہی ہے اگر وقوعِ کذب یا امکانِ کذب تسلیم کرلیا جائے تو پھر نہ تو قرآن کریم ہی اپنی جگہ صحیح باقی رہ سکتا ہے نہ دوسرے احکام۔

اے رحمٰن ورحیم خدا اے قدوس خداوند ربّ العٰلمین تو ہر عیب سے پاک اور امکانِ کذب اور اس کے وقوع سے منزہ ہے۔

شکر تیرا کہ تو نے ہمیں ایمان دیا اپنے محبوب نبی مکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں داخل کیا۔ تیری بارگاہِ عالی تک پہنچنے کے لیے حضور انور علیہ التحیۃ و الثناء آپ کے اصحاب اہل بیت ائمہ مجتہدین اولیائے کاملین کی تعلیمات مشعلِ راہ ہیں۔

اے ربِّ ملّتِ اسلامیہ کے ہر فرد کو اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرما۔ تجھے پائیں تو ان حضرات کے وسیلہ و ذریعہ سے ہمیں سیرتِ شریفہ کا متبع بنا۔ ہماری ہر ادا حضرات اصحاب کبار و اہل بیت اطہار و اولیائے کاملین کے مبارک طریقوں کے مطابق ہو۔ عقائد حقہ پر چلنا نصیب فرما۔

اس تالیف کو مسلمانوں کے لیے مفید بنا اور ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلا۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلِ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خدائے برتر نے انبیاء و مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ختم مرتبت تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو درجات و کمالات عطا فرمائے ان میں آپ سب سے زیادہ ممتاز اور بے مثال ہیں۔ آپ کی ذات اپنے صفات و درجات میں بے نظیر ہے اور اسی طرح مرتبہ رسالت میں لاشریک ۔ حضور اکرم احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ ذات باری تعالیٰ تھے۔ ہر نبی آپ کا مبشر و مبلغ تھا۔ آسمانی صحیفے آپ کی بشارات سے لبریز تھے ۔ آپ کا ظہور قدسی نہ ہوتا تو سارا عالم تاریک رہتا۔ دنیا کی تخلیق کا سبب ہی یہ تھا کہ آپ کا جلوۂ رسالت چمکایا جائے ۔ جسے جو کچھ ملا اور آئندہ جو ملے گا وہ حضور انور علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل میں ملے گا ۔ آپ کا فیضِ پاک ہر زمانہ کے لوگوں پر عام رہے گا آپ پر نبوت و رسالت ختم کر دی گئی کسی قسم کی نبوت کا آپ کے بعد امکان نہیں جو شخص بھی اپنے آپکو کسی حیثیت سے نبی کہے وہ یقیناً کافر ہے۔ ختم نبوت الحمد للہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ آخر کلام یہ ہے کہ جس طرح خدا کی نظیر ممکن نہیں اسی طرح مرتبۂ رسالت میں آپ کی نظیر ممکن نہیں ۔ نبی اور غیر نبی سب دربار محمدیہ کے مدح خواں اور فیض یافتہ ہیں ۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ	ہر نبی ہے سائل قطرہ وہ ہے ابرِ محیط
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ	گھونٹ کے طالب ہیں وہ اور یہ ہے مواجِ یم
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ	کس طرح ہو خوبیوں میں کوئی اور ان کا شریک
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ	کیونکہ اُن کا حسن ہو سکتا نہیں تقسیم و کم

آپ سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العٰلمین ہیں۔ آپ کو اپنا جیسا بشر سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے ۔ اگرچہ ظاہری طور پر آپ صفت بشریت سے متصف تھے مگر آپ کے مقام بشریت کی بلندیوں پر نہ کوئی پہنچ سکا نہ پہنچنا ممکن ۔ یہی وہ ذات گرامی ہے جس کے اعمال و افعال

حرکات وسکنات کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا۔ آپ کی حیات و ممات دنیا کی زندگی سے بالاتر ہے۔ آپ ہر پکارنے والے مصیبت زدہ کی سماعت فرما کر اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

فضائل و آیاتِ شریفہ

۱۔ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

(سورہ آل عمران تلک الرسل)

۱۔ (یاد کرو) جب عہد لیا خدا نے نبیوں سے کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول، تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور پھر فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

۲۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (بقرہ)

۲۔ اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک پیغمبر ان ہی میں سے کہ پڑھے تیری آیتیں اور ان کو سکھائے کتاب اور حکمت اور پاک و صاف کر دے۔ ان کو بیشک تو ہی غالب و صاحبِ تدبیر ہے۔

۳۔ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔

(بقرہ)

۳۔ اور وصیت فرما گئے اس کی حضرت ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی کہ اے بیٹو اللہ نے منتخب فرمایا ہے تمہارے لیے دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

حضور کا مرتبۂ محبوبیت

دیگر انبیائے ماسبق کے ساتھ خدائے قدوس نے ان کے نام لے لیکر خطاب فرمایا مگر حضور انور علیہ التحیۃ والثنا کی شان یہ ہے کہ خدا اشارات میں خطاب کرتا ہے اور آپ کی جس ادا کو چاہتا ہے مخاطب فرمالیتا ہے۔ چنانچہ آیات ذیل اس کی شاہد ہیں:

۴۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ (ومن یقنت) — ۴۔ اے نبی ہم نے تم کو بھیجا۔

۵۔ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (لایحب اللّٰہ) — ۵۔ اے رسول جو تمہاری طرف نازل کیا گیا پہنچادو

۶۔ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (۲۹واں سیپارہ) — ۶۔ اے چادر اوڑھنے والے۔

۷۔ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ — ۷۔ اے لحاف میں لپٹنے والے۔

۸۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ — ۸۔ یس قسم ہے قرآن حکیم کی تم پیغمبروں میں سے ہو

۹۔ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی (سورۃ طہ) — ۹۔ طٰہٰ ہم نے قرآن تم پر مشقت کے لیے نہیں اتارا

۱۰۔ لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (سورہ حجر) — ۱۰۔ تمہاری جان کی قسم کفار اپنے نشہ میں متحیر ہو رہے ہیں۔

خدا آپ کی رضا چاہتا ہے

حضور کا نطق نطق الٰہی ہے

۱۱۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی — ۱۱۔ عنقریب البتہ خدا تم کو اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

۱۲۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ — ۱۲۔ نہیں بولتے ہیں وہ اپنی خواہش سے مگر وہ جو ان پر وحی کیا جائے۔

۱۳۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (سیپارہ ۳۰) — ۱۳۔ قسم ہے دن چڑھے کی اور قسم ہے رات کی جب اندھیری ڈالے نہ چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن بنایا۔

آپ کے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا

۱۴۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (انفال)

۱۴۔ (اے محمد) مٹھی بھر خاک تم نے نہیں پھینکی جب کہ پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

۱۵۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (سورہ فتح)

۱۵۔ بیشک وہ لوگ جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

۱۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ (سورہ حجرات)

۱۶۔ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش دستی نہ کرو۔

۱۷۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔ (سورہ حجرات)

۱۷۔ اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور نہ ایسے زور سے ان سے بولو جیسے ایک دوسرے سے زور کے ساتھ بولتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ اپنی آوازوں رسول کے پاس پست رکھتے ہیں وہی لوگ وہ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کیلئے منتخب کر لیا اور ان کے لیے اجرِ عظیم ہے۔

ان آیات کے علاوہ بکثرت دوسری آیات موجود ہیں جو حضور پاک کے مرتبہ جلیلہ کی شاہد ہیں۔

فضائل اور احادیثِ نبویہ

۱۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں انبیاء کی قیادت کرنے والا ہوں اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا اور

فَخْرَ (رواہ الدارمی) (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۴)

میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں، اور شفاعت قبول کیا گیا ہوں یہ بھی فخر سے نہیں کہتا۔ (دارمی نے روایت کیا)

۲ - عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ (رواہ الترمذی) (مشکوٰۃ ص ۵۱۴ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

۲- حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے انہوں نے روایت کی خود حضور پاک سے فرمایا جب قیامت کے دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا پیشوا اور ان کا خطیب ہوں گا یعنی جب وہ چپ ہوں گے تو میں انکی طرف سے کلام کرونگا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہونگا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔
(روایت کیا ترمذی نے)

۳ - عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ (رواہ مسلم) (مشکوٰۃ ص ۵۱۱ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

۳- حضرت انس رض سے روایت ہے: فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میں قیامت کے دن زیادہ تعداد میں ہونگا۔ دوسرے انبیاء سے از روئے متبعین کے اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

۴ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَہُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (رواہ مسلم)

۴- حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے: حضور نے فرمایا میں نبیوں پر چھ خصلتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں۔ میں جامع کلمے دیا گیا اور مدد کیا گیا۔ میں دشمنوں کے دل میں رعب ڈالنے کے ساتھ اور میرے لیے حلال کی گئیں، غنیمتیں، بنائی گئی میرے لیے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی اور بھیجا گیا میں

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
صہ ۵۱۲)

تمام مخلوق کے لیے اور مجھ پر نبوت ختم کی گئی۔
(روایت کیا مسلم نے)

۵۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمَ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ۔

(رواہ الترمذی) (مشکوٰۃ صہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

۵۔ حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں کرتا۔ (قیامت میں) میرے ہاتھ حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر فخر نہیں کرتا اور نہیں ہے کوئی پیغمبر قیامت کے دن کیا آدم ہوں کیا ان کے علاوہ مگر وہ (سب) میرے جھنڈے ہی کے نیچے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا، زمین سے باہر آؤں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُکْسٰی حُلَّۃً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذَالِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ۔ (رواہ الترمذی) (مشکوٰۃ صہ ۵۱۳)

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نے فرمایا میں بہشت کے حلوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جاؤں گا۔ عرش کے داہنے طرف کھڑا ہوں گا۔ خلائق میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے کہ میرے سوا اس مقام پر کھڑا ہو سکے۔
(روایت کیا ترمذی نے)

۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

(رواہ الترمذی) (مشکوٰۃ صہ ۵۱۳)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی، فرمایا! اس حالت میں کہ آدم روح و بدن کے درمیان تھے (یعنی آدم کا پتلا زمین پر پڑا ہوا تھا)۔ (یہ کنایہ ہے سبقت اور افضلیت کا) مؤلف

حقیقتِ محمدیہ کا ادراک

وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتُہٗ ۞ قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْہُ بِالْحُلُمِ

خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے مقامِ عالی کے متعلق جو ارشاد فرمایا اسے سامنے رکھتے ہوئے ہمارا ادراک قاصر ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ انسان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے کمالاتِ نبوت اور مقامِ رسالت کا ادراک نہیں کر سکتا چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیُسْقِیْنِیْ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔

میں نہیں ہوں تم جیسا بلکہ میں رات گذارتا ہوں اپنے خدا کے پاس وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے، میرے واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت قربِ خاص کا ہے کہ نہیں پہنچ سکتا مجھ پر اس وقت کوئی فرشتہ نزدیکی والا اور نہ نبی مرسل۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر سے فرمایا:

لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ یَا اَبَا بَکْرٍ۔

میری حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اے ابا بکر۔

دیدارِ نبی دیدارِ خدا ہے

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ

جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

صاحبِ قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقعہ کے لیے کیا خوب فرمایا:

لَا تُنْکِرُ الْوَحْیَ مِنْ رُؤْیَاہُ اِنَّ لَہٗ
قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ لَمْ یَنَمِ
فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّ لَا کَرَمٍ
فَھُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاہُ وَ صُوْرَتُہٗ
ثُمَّ اصْطَفَاہُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

کیوں ہے منکر وحی اس کو خواب میں ہوتی تھی یوں
آنکھیں سوتی تھیں مگر تھا قلب اس کا جاگِ جم
فوق ہے سب انبیاء پر اس کو خلق اور خلق میں
کس طرح ہوتا میسر ان کو یہ علم و کرم
جب کمال صورت و باطن کا مخزن وہ ہوا
وہ بنا محبوب اور عاشق ہوا ربّ النسم

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ
وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

ہے ہمارے علم اور تحقیق کی غایت یہی
تھا وہ انسان اور انسانوں میں افضل اور اتم
انبیائے ماسبق نے جو دکھائے معجزات
منبع ان کے نور کا بھی تھا وہی شمس حرم
آپ کو ان انبیاء نے یوں بنایا تھا امام
آپ تھے مخدوم باقی انبیاء۔ تھے سب خدم
(بردہ شریف)

مسئلہ شفاعت اور قرآنِ کریم

ربّ العزّت تبارک وتعالیٰ نے حبیبِ اکرم حضور احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو قیامت کے ہولناک دن میں بھی یہ عزّت عطا فرمائی کہ آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس ہیبتناک دن میں انبیاء ومرسلین کرام پریشان ہوں گے مگر حضور پاک کا دریائے رحمت جوش پر ہوگا اور آپ مقبول الشفاعۃ ہیں یعنی آپ کی شفاعت قبول ہوگی بعض افراد نے اس مسئلہ میں غلط خیال قائم کر کے مسئلہ شفاعت کا انکار کیا۔ خدا انہیں توفیق خیر عطا فرمائے اور وہ اپنے خیال کی اصلاح کریں۔ اب ہم ذیل میں مسئلہ شفاعت کا ثبوت پیش کرتے ہیں:

۱۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ فِيْ تَفْسِيْرِ الْبَيْضَاوِيْ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّهٗ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِمَا رَوٰى اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ الْمَقَامُ الَّذِيْ اَشْفَعُ فِيْهِ لِاُمَّتِيْ وَلِاَشْعَارِهٖ تَعَالٰى بِالنَّاسِ يَحْمَدُوْنَهٗ لِقِيَامِهٖ فِيْهِ وَمَا ذَالِكَ اِلَّا مَقَامُ الشَّفَاعَةِ۔

قریب ہے کہ تمہارا رب قیامت کے دن مقام محمود میں مبعوث فرمائے گا۔ صاحب تفسیر بیضاوی نے عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ کے ماتحت کہا کہ تحقیق مقام محمود وہ مقام شفاعت ہے اس واسطے کہ روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا مقام محمود وہ ہے کہ جس میں میں شفاعت کروں گا اپنی امت کی اور بسبب آگاہ کرنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے کہ لوگ حمد وثنا کریں گے اس کی

(سورہ بنی اسرائیل)

بسبب قیام حضرت کے اس جگہ وہ مقام شفاعت ہے۔

٢- لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۔

٢- خدا کے یہاں شفاعت کے مالک وہی لوگ ہیں جنہوں نے رحمٰن کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہے۔

احادیث

١- عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفاعت میری ثابت ہے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے میری امت میں سے۔ (روایت کیا ترمذی نے)

٢- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهَمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ آدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى

٢- حضرت انس راوی ہیں حضور نے فرمایا قیامت کے دن روکے جائیں گے مسلمان یہاں تک کہ روکے جانے کی وجہ سے فکر میں پڑ جائیں گے اور کہیں گے کاش ہم طلب کرتے کسی کو کہ وہ ہماری شفاعت کرتا ہمارے پروردگار سے اور راحت دیتا ہم کو اس غم و محنت سے پس مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو ید قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھلائے آپ ہماری شفاعت فرمائیے اپنے پروردگار سے تاکہ ہمیں اس تکلیف سے راحت بخشے حضرت آدم فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں

أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُم وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي فَيَقُولُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ

ہوں اور آپ اپنی خطا یاد فرمائیں گے جو درخت کے کھانے کی وجہ سے ہوئی تھی اور وہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ تم نوح کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اول نبی ہیں جن کو زمین والوں کی طرف خدا نے بھیجا۔ پس وہ حضرت نوح کے پاس آئیں گے پس وہ ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ حضرت نوح اپنی وہ خطا یاد فرمائیں گے جو آپ نے رب سے نادانستہ (لڑکے کے بارہ میں) سوال کرکے کی تھی اور فرمائیں گے کہ تم اس کام کے لیے جاؤ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس۔ حضور نے فرمایا لوگ حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ بھی فرمائیں گے میں اس لائق نہیں اور دنیا کے تین کذب یاد فرمائیں گے جو دنیا میں کئے تھے (اور فرمائیں گے) تم حضرت موسٰی کے پاس جاؤ کہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ تعالٰی نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور قرب اور قریب کیا اسے بھید سکھانے کے لیے حضور نے فرمایا لوگ حضرت موسٰی کے پاس حاضر ہوں گے پس وہ فرمائیں گے میں اس کے قابل نہیں ہوں اور اپنی اس خطا کو جو قبطی کے قتل کی وجہ سے ہوئی تھی یاد کرکے فرمائیں گے تم عیسٰی کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندہ اور رسول اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ حضور نے فرمایا:

وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى
رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ وَّيُعَلِّمُنِيْهِ
ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ
فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ
فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ
ثُمَّ يَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ
تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى
رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ
ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ
فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ
اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ
وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا
هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ فَهٰذَا
الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وَعَدَهٗ
بِنَبِيِّكُمْ ۔

(متفق علیہ)

لوگ حضرت عیسٰی کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں
گے میں اس مرتبہ کا نہیں تم محمد کے پاس جاؤ جو
اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے گناہ خدا
نے معاف کر دیئے پس لوگ میرے پاس آئیں گے ۔
میں خدا کے حضور جو اس کا مقام ہے حاضر ہونیکا
اذن طلب کروں گا مجھے اذن دیا جائے گا جب
میں خدا کا دیدار کروں گا تو اس کے حضور سجدہ کرونگا
پس جب تک خدا چاہے گا میں سجدہ میں پڑا رہونگا
اس کے بعد خدا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ
جو کہو گے سنا جائے گا۔ شفاعت کرو شفاعت
قبول کی جائے گی۔ سوال کرو سوال پورا کیا جائیگا
حضور نے فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے
خدا کی جو اس نے سکھائی حمد وثنا کروں گا ۔
پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک
حد مقرر کی جائے گی پس نکالوں گا میں دوزخ
سے اور داخل کروں گا میں ان کو جنت میں
پھر دوبارہ میں اگر خدا کی بارگاہ میں حاضری کا
اذن چاہوں گا مجھے اذن دیا جائے گا۔ جب میں
اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گروں گا
اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں پڑا رہوں
گا پھر ارشاد ہو گا اے محمد سر اٹھاؤ اور کہو
سنا جائیگا۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی
مانگو دیا جائیگا۔ فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور

اپنے رب کی حمد وثنا جو اس نے مجھے سکھائی ہے کروں گا۔ پھر شفاعت کروں گا میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی پس میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اپنے خدا کی بارگاہ میں اذن چاہوں گا مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے خدا کا دیدار کروں گا تو سجدے میں گروں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں پڑا رہوں گا پھر خدا فرمائے گا سجدہ سے سر اٹھاؤ کہو سنا جائیگا۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائیگا۔ میں اپنا سر اٹھاؤنگا اور اپنے رب کی حمد وثنا کروں گا جو اس نے مجھے سکھائی پھر شفاعت کروں گا پھر حد مقرر کی جائے گی میرے لیے میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ روکا ہے جسے قرآن نے (یعنی مشرکین وکفار) یعنی وہ شخص کہ واجب ہوا اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت:

قریب ہے کہ اٹھائے گا تجھ کو تیرا رب مقامِ محمود میں۔

حضرت انس نے فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا خدا نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا۔

حشر حضور کے قدموں پر ہوگا

صحیحین میں ہے:

۳- اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی قَدَمِیْ۔

۳- میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں خدا میرے ذریعے کفر وشرک مٹاتا ہے میں مخلوق کو حشر دینے والا ہوں میرے قدموں کے نیچے حشر ہوگا۔

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِہٖ اَوْ نَفْسِہٖ۔ (رواہ البخاری)

۴- حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے حضور پاک سے روایت کی: حضور نے فرمایا: لوگوں میں میری شفاعت سے بہرہ مند وہ ہوگا جس نے خلوص قلب و دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ (روایت کیا بخاری نے)

۵- جامع صغیر میں ہے:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہٖ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِھَا۔

۵- حضور نے فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے جو اس پر یقین نہ لایا نہ ہوگا اہلِ شفاعت سے۔

۶- طبرانی بیہقی ترمذی ابن ماجہ میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبِّیْ خَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیْ وَفِیْ لَفْظٍ ثُلُثَیْ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ وَّبَیْنَ شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ قَالَ ھِیَ لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

۶- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خدا نے مجھے نصف امت کو جنت میں داخل کرنے کا اختیار دیا اور ایک لفظ یہ ہے کہ دو تہائی امت کو جنت میں داخل کرنے کا مجھے اختیار دیا بغیر حساب و عذاب کے اور میں نے اختیار کیا شفاعت کو اور یہ ہر مسلمان کے واسطے ہے اور فرمایا میری شفاعت اہلِ کبائر

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ وَلِاَھْلِ الْعَظَائِمِ وَلِاَھْلِ الدِّمَاءِ۔

اور اہلِ عظائم اور اہلِ دماء کے لیے ہے۔

۷۔ اَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَالطِّبْرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیْ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَرَضِیْتَ یَامُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ رَضِیْتُ قَالَ رَاَیْتُ مَا تَعْمَلُ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ فَاخْتَرْتُ لَھُمُ الشَّفَاعَۃَ۔ (طبرانی)

۷۔ نقل کیا بزار و طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے سندِ صحیح کے ساتھ کہ فرمایا: رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شفاعت کروں گا میں اپنی امت کی یہاں تک کہ پکارے گا۔ میرا رب اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میں راضی ہوا اور فرمایا حضور نے دیکھا میں نے کہ امت میرے بعد کیا عمل کرے گی پس اختیار کیا میں نے ان کے لیے شفاعت کو۔

الغرض مسئلہ شفاعت نبویہ حق اور صحیح ہے اور اس پر یقین نہ رکھنے والے کو خود حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اہل نہ ہونا فرمایا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرکار ابد قرار کی شفاعت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ البتہ اگر کوئی جاہل یہ خیال قائم کرے کہ جب حضور پاک ہمارے شفیع اور دستگیر ہیں تو پھر ہمیں نماز و روزہ اور دیگر احکام پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
یہ خیال فاسد ہے بحیثیت مسلمان ہر شخص کو عمل خیر کرنا لابدی ہے۔ مسئلہ شفاعت پر صاحب قصیدہ بردہ علیہ الرحمۃ نے کیا خوب ارشاد فرمایا؛

ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

وہ حبیبِ رحمت عالم کہ جس کی ذات سے
ہے شفاعت کی ہمیں امید روز ہول و غم

حضور کے خدام بھی شفاعت کریں گے!

ترمذی شریف میں ہے؛

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَۃِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا کُلُّھُمْ اِسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ (ترمذی شریف)

فرمایا رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جو سب دوزخی تھے۔

ابوبکر الشافعی نے فضل الشیخین کتاب احادیث غرر سے حدیث ذیل نقل فرمائی۔

۹۔ یُنَادِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْتٰی بِالْخُلَفَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَھُمْ اُدْخُلُوْا مَنْ شِئْتُمُ الْجَنَّۃَ وَدَعُوْا مَنْ شِئْتُمْ۔ (احادیث غرر)

۹۔ قیامت کے دن ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین لائے جائیں گے۔ اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر بھی وہ عنایت فرمائے اسے مرتبہ شفاعت عطا فرمادے حضور دستگیر عالم حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اولیائے کرام بھی اس دن اپنے نام لینے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

حیاتُ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

سابقہ عنوان کے تحت ۱۰ احادیث درج کی گئیں جن سے یوم محشر میں آپ کا شفاعت فرمانا ثابت ہوا۔ حضرات اہل سنت کا یہ عقیدہ شریفہ حق اور صحیح ہے کہ سرکار ابد قرار روحی لہ الفدا کو خدا نے جس طرح عالم ظاہر میں قوت و شوکت عطا فرمائی تھی آج بھی آپ اسی طرح نصرت فرماتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تغیر نہیں ہوا۔ اس عنوان کے ماتحت علمائے متقدمین نے کافی سے زیادہ دلائل دے کر اس مسئلہ کو ناقابل تردید شکل میں پیش فرمادیا ہے۔

موجودہ دور میں ہر وہ شخص جس کے اندر نہ تو صلاحیت علمی ہے نہ فکر و نظر کی قوت دنیوی اور سیاسی امور کی طرح دینی مسائل میں اپنی عقل و بحث سے الجھتا ہے اور جو ٹھوس مواد متقدمین ضخیم کتابوں میں پیش کر گئے قطعاً بے خبر ہے۔

تمام عالم انسانیت میں حضرات انبیائے ماسبق علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا غیر انبیاء حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنی ہر خصوصیت میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ آپ کا بعد وصال بہ اعزاز پانا کہ آپ عالم قبر میں ہر ایک کی آواز سماعت فرماتے حالات کا معائنہ اور زندگی کی طرح ہر قسم کا ادراک و شعور رکھتے ہیں۔ بعید از قیاس نہیں بلکہ خداوند قدوس کے فضل خاص اور

یہ نہایت کرم کی ایک مثال ہے۔

قرآن کریم اور حیات بعد الموت

۱۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ بقرہ)

۱۔ جو خدا کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ (سورۃ بقرہ)

۲۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔ (آل عمران)

۲۔ اور نہ گمان کرنا ان کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس وہ روزی دیے جاتے ہیں بڑے مگن ہیں اس پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنے فضل سے۔

مذکورہ بالا آیات میں شہدائے کرام کی یہ شان فرمائی کہ وہ مردہ نہیں، زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ یہ بات ایک جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ شہداء کا درجہ بہر طور نبی سے کم ہے۔ شہداء حضور کے خادم و غلام ہیں اور آپ ہی کے ارشاد کو قبول فرما کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے تو پھر جب انہیں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ سے حیات بعد الموت کی عزت حاصل ہو تو حضور کو اس مقام عالی پر پہنچنے میں کیا قباحت حاصل ہوئی۔

علمائے متقدمین کا اس مسئلہ میں عقیدہ

حضرت حافظ سیوطی اپنی کتاب تنویر میں فرماتے ہیں:

۱۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَاَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَکُوْتِ وَھَیْئَتِہِ الَّتِیْ کَانَ قَبْلَ وَفَاتِہٖ وَلَمْ یَتَبَدَّلْ مِنْہُ شَیْءٌ وَاُذِنَ لَھُمْ اَیِ الْاَنْبِیَآءِ فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِھِمْ

۱۔ یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔ انبیائے کرام کو اپنی قبروں سے نکلنے اور تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا ہے عالم علوی اور سفلی میں۔

وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ اَنَّ حَيٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَبْرِهٖ وَحَيٰوةُ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ مَعْلُوْمَةٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِيًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّةِ الْقَطْعِيَّةِ فِيْ ذٰلِكَ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْاَخْبَارُ مِنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (كتاب النور)

حضور پاک اور تمام نبیوں کی حیات ہمارے نزدیک اس لیے یقینی ہے کہ اس کی قطعی دلیلیں اور متواتر حدیثیں موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے انبیاء زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اپنی قبروں میں اور فرمایا انبیائے کرام کے جسد کا کھانا زمین پر حرام کر دیا۔

علّامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۲- اَلْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا اِنْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّ الشُّهَدَاءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْاَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَاءِ فَالْاَنْبِيَاءُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِذٰلِكَ وَنُصُوْصُ الْعُلَمَاءِ فِيْ حَيٰوةِ الْاَنْبِيَاءِ كَثِيْرَةٌ۔ (قرطبی)

۲- ان حضرات کی موت عدمِ محض نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو جانا ہے جس کی دلیل میں شہداء کی موت وقتل پر خدا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ شہداء مردہ نہیں اور خدا کے پاس رزق پاتے ہیں جب شہداء کی یہ شان ہے تو انبیائے کرام زیادہ احق واولیٰ زندہ ہیں اس بارہ میں علماء کے بکثرت اقوال موجود ہیں۔ (قرطبی)

علّامہ قسطلانی، حضرت امام احمد، حضرت امام محمد وغیرہم فرماتے ہیں:

۳- لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَحَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهٖ۔ انتهى

۳- یعنی حضور پاک کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں۔ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالات تک کو پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر روشن

(مافی مواہب لدنیہ جلد ۲ صہ ۳۸۷)

ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے۔

(مافی مواہب اللدنیۃ جلد ۲ صہ ۳۸۷)

علامہ قاضی عیاض رویتِ شریفہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۴۔ وَلَا شَكَّ اَنَّ حَیٰوۃَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ ثَابِتَةٌ مُسْتَمِرَّۃٌ مَعْلُوْمَةٌ وَنَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُهُمْ۔

۴۔ یعنی حضرات انبیائے کرام کی حیات ہمیشہ سے ایک ثابت شدہ امر ہے جس میں کوئی شک نہیں اور انبیاء میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

شرح مسلک میں ہے:

۵۔ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُوْرِكَ وَقِیَامِكَ وَسَلَامِكَ اَیْ بِجَمِیْعِ اَحْوَالِكَ وَاَفْعَالِكَ وَ اِرْتِحَالِكَ وَمَقَامِكَ

۵۔ یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے احوال اور مقام کوچ سے بھی واقف ہیں اور اس کو جانتے ہیں۔

ابنِ تیمیہ امام الوہابیہ کی رائے

۶۔ ذَكَرَ اِبْنُ تَیْمِیَّةَ فِیْ اِقْتِضَاءِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ كَمَا نَقَلَ اِبْنُ عَبْدِ الْهَادِیْ اَنَّ الشُّهَدَاءَ بَلْ كُلَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا زَارَهُمُ الْمُسْلِمُ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ عَرَفُوْا بِهٖ وَرَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَاِذَا كَانَ هٰذَا فِیْ اٰحَادِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَكَیْفَ بِسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۔ ابنِ تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں ذکر کیا جسے ابن عبدالہادی نے نقل کیا۔ بیشک شہداء بلکہ تمام مسلمان جس وقت مسلمان ان کی زیارت کریں اور ان پر سلام بھیجیں تو وہ پہچانتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(وفاء الوفا شریف صہ ۴۰۵، جلد ۲)

جب (عام) مسلمان مردوں کا یہ حال ہے تو کیا حال ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

مسئلہ حیات النبی پر احادیث

۷۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ

۷۔ حضرت ثابت نے حضرت انس سے روایت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔
(روی بن عدی فی کاملہ و بیہقی وفاء الوفا جلد ۲ صد ۴۰۵)

کی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۸۔ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الزَّھْرَاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ فَاِنَّھُمَا یُؤَدِّیَانِ عَنْکُمْ وَاَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْکُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔
(رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ)

۸۔ کہا ابن شہاب نے پہنچا ہم کو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر چمکتی رات اور چمکتے دنوں میں زیادہ درود پڑھا کرو پس وہ دونوں تمہاری طرف سے مجھے پہنچائے جاتے ہیں اور بے شک زمین انبیائے کرام کے جسد کو نہیں کھاتی۔

۹۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْھَا الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔
(اخرجہ ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ انتہی وفاء الوفا جلد ۲ صد ۴۰۶)

۹۔ اوس بن اوس نے مرفوعاً روایت کی: حضور نے فرمایا تحقیق تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے جس میں حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن وفات دیئے گئے اور اسی دن قیامت ہوگی اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح ہمارے درود آپ پر پیش ہوں گے درآنحالیکہ آپ کے وصال کو مدت ہو چکی ہوگی۔ فرمایا تحقیق زمین پر خدا نے نبیوں کے جسد کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

۱۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض مَرْفُوْعًا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِّغْتُہٗ رَوَاہُ جَمَاعَۃٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (وفاء الوفا جلد ۲ صد ۴۰۴)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً مروی ہے جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جس نے دور رہ کر درود پڑھا وہ مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

۱۱۔ عَنْ ابنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا اَنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنَ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ۔ (رواہ النسائی وفاء الوفا جلد ۲ صہ ۴۰۴)

۱۱۔ حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً مروی ہے حضور نے فرمایا اللہ کی طرف سے زمین میں سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو میری امت کا مجھ پر سلام پہنچاتے ہیں۔

۱۲۔ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَثَلَاثِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهٗ عَلَيَّ فِي قَبْرِيْ كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا اِنَّ عِلْمِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَعِلْمِيْ فِي حَيَاتِيْ۔

۱۲۔ حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے جس نے مجھ پر جمعہ کے دن یا شب جمعہ میں سو بار درود پڑھا خدا اس پڑھنے والے کی ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی پوری فرمائے گا۔ اللہ نے درود پہنچانے کے لیے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو میری قبر میں اس درود کو لے کر اس طرح داخل ہوتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیہ پہنچایا جاتا ہے۔ بیشک میرا علم بعد وفات بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔ (اخرج البیہقی فی حیات الانبیاء، واصبہانی فی الترغیب)

۱۳۔ رَوَى الْبَزَّارُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِي قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَاَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ۔ (انتہی وفاء الوفاء جلد ۲ صہ ۴۰۶)

۱۳۔ روایت کیا بزار نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے حضور پاک سے روایت کیا حضور نے فرمایا اللہ نے سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر کیے ہیں جو میری امت کی طرف سے میرے پاس ہدایا پہنچاتے ہیں۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ جب میں اچھی بات دیکھتا ہوں تو خدا کی حمد کرتا ہوں اور بری بات دیکھتا ہوں تو خدا سے تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ الْعُمَرِیُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ الْمَقْبُرِی سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَاَنَا حَیٌّ وَمَنْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ

۱۴۔ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن عمر العمری نے کہا سنا میں نے سعید المقبری سے کہتے تھے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری زیارت کی میرے وصال کے بعد پس گویا اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں اور جو میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (انتہی وفاءالوفا جلد دوم صفحہ ۴۰۲)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاہدات ومعمولات

۱۵۔ عَنْ سَعِیْدِ بنِ الْمُسَیِّبِ قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْحَرَّةِ حَتّٰی عَادَ النَّاسُ۔

۱۵۔ حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں ایام حرہ یعنی یزید کے حملہ کے زمانہ میں حضور کی قبر سے برابر اذان اور تکبیر کی آواز سنتا تھا جب تک کہ لوگ مسجد میں آنے لگے۔

۱۶۔ عَنْهُ فَلَمَّا حَضَرَتِ الظُّهْرُ سَمِعْتُ الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ فَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَمِعْتُ الْاِقَامَةَ فَصَلَّیْتُ الظُّهْرَ ثُمَّ مَضٰی ذٰلِكَ الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ فِیْ قَبْرِ الْمُقَدَّسِ لِکُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰی مَضَتْ ثَلٰثُ لَیَالٍ یَعْنِیْ لَیَالِ اَیَّامِ الْحَرَّةِ۔

۱۶۔ انہیں سعید بن مسیب سے مروی ہے جب ظہر کا وقت آیا تو میں نے حضور کی قبر سے اذان کی آواز سنی میں نے دو رکعت پڑھی پھر تکبیر کی آواز سن کر میں نے ظہر پڑھی پھر ہر نماز کے لیے اذان واقامت کی آواز قبر مقدس سے سنتا رہا یہاں تک کہ ایام حرہ کی تین راتیں گزر گئیں۔ (وفاالوفا)

مزار مبارک سے توسل

۱۷۔ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ وَرَوَاهُ ابنُ اَبِیْ شَیْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ

۱۷۔ ابی صالح نے مالک دار سے نقل کیا اور انہوں نے اس کو ابی شیبہ سے بسند صحیح مالک

عَنْ مَالِكِ الدَّارِ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقِ اللّٰهَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ اِيْتِ عُمَرَ فَاقْرِئْهُ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ وَقُلْ لَهٗ عَلَيْكَ وَالْكَيْسَ الْكَيْسَ فَاَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَهٗ فَبَكٰى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ مَا اٰلُوْا اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ۔

۱۸۔ رَوَاهُ اَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ رض فَقَالَتْ فَانْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوَّةً اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا وَقَدْ يَكُوْنُ التَّوَسُّلُ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَلَبِ ذٰلِكَ الْاَمْرِ مِنْهُ

۱۹۔ عَنْ سَعِيْدِ السَّمْعَانِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رض قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا اَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ

دار سے نقل کیا کہ لوگ جب حضرت عمر کے عہد میں قحط زدہ ہوئے ایک شخص حضور کی قبر مقدس پر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنی امت کے لیے باران رحمت طلب کیجیے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں پس حضور خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر سے جاکر ہمارا سلام کہہ اور یہ خبر دے کہ امتی پریشان حال ہیں عمر سے کہہ دے کہ وہ دانائی اختیار کرے پس وہ شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی حضرت عمر سن کر رو دیے پھر عرض کیا کہ یارب میں جہاں تک ممکن ہے قصور واری نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہوں۔ (وفاء الوفا)

۱۸۔ ابو الجوزا نے روایت کیا مدینہ منورہ میں قحط شدید پڑا لوگوں نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ قبر و آسمان کے مابین حجاب دور کرنے کے لیے چھت میں ایک سوراخ کرو پس انھوں نے ایسا ہی کیا تو بارش ہوئی اور بارش اس لیے ہوئی کہ اس فعل سے حضور پاک کی ذات اقدس سے توسل کیا گیا۔

۱۹۔ حضرت سعید سمعانی سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی ہمارے اندر آیا جب کہ ہم تین دن ہوئے حضور پاک صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثَا مِنْ تُرَابِهِ عَلٰى رَأْسِهٖ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتَ وَسَمِعْنَا قَوْلَكَ وَوُعِيْتَ عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَمَا وُعِيْنَا عَنْكَ وَكَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الٰخ وَقَدْ ظَلَمْتُ وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُلِيْ فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ۔

(وفاء الوفاء)

علیہ و آلہٖ وسلّم کو دفن کر چکے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو قبر پاک پر ڈال دیا اور قبر پاک کی مٹی لے کر سر پر ملنے لگا اور عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کے قول کو ہم نے سنا اور آپ نے لیا اللہ سے اور ہم نے آپ سے حاصل کیا اور جو چیز آپ پر اتاری گئی اس میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی اپنے نفسوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئے اور اللہ سے مغفرت چاہے اور رسول اس کے لیے مغفرت فرمائیں تو اللہ کو البتہ توبہ قبول کرنے والا پائیں گے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میری مغفرت فرمائیں۔ قبر سے آواز آئی کہ بیشک تجھے بخش دیا گیا۔

مزارِ مبارک کا احترام

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں خلیفہ ابو جعفر کا واقعہ نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

۲۰۔ فَقَالَ مَالِكٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ الْاٰيَةَ وَ

۲۰۔ پس کہا امام مالک نے اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کر واللہ تعالیٰ نے قوم کو ادب سکھایا کہ تم اپنی آوازوں کو حضور کی آواز پر بلند مت کرو اور ایک قوم کی مدح فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو حضور کے پاس پست رکھتے ہیں اسے موجب تقویٰ قرار دیا اور ایک قوم کی برائی بیان کی اور ارشاد کیا بیشک وہ لوگ جو کہ حجروں کے عقب سے

إِنَّ حُرْمَتَهُ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا فَاسْتَكَانَ لَهَا أَبُوْجَعْفَرٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَادْعُوْا اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَلْ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُكَ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الْآيَةَ۔

پکارتے ہیں اکثر جاہل ہیں۔ امام مالک نے فرمایا حضور کی حرمت و عزت جس طرح زندگی میں تھی ویسی ہی بعد میں ہے ابو جعفر نے قبول کر کے سر خم کر دیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا حضور کی طرف منہ کر کے جواب دیا کہ تو اپنے منہ کو اس ذات سے جو تیرے لیے وسیلہ اور تیرے باپ آدم کے لیے قیامت میں وسیلہ ہے کیوں منہ پھیرتا ہے بلکہ تو ان کی طرف متوجہ ہو اور انہیں کو شفیع بنا پس وہ اللہ سے تیری شفاعت کریں گے اللہ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ـــ الی آخر الآیۃ

بردہ شریف میں ہے:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

حادثاتِ حشر سے خیر الوریٰ جائے پناہ
ہے ترا ہی آستانہ اور تیرا ہی حرم

حضور کو ہر حالت میں مددگار سمجھنا

علامہ محمد عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

۲۱۔ مَنْ لَمْ يَرَ وِلَايَةَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ وَلَمْ يَرَ نَفْسَهٗ فِيْ مِلْكِهٖ لَا يَذُوْقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهٖ۔

۲۱۔ جو ہر حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ سمجھے وہ سنتِ نبویہ کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

حضور پاک دین و دنیا کے کارساز ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے کارساز ہیں۔ آپ کو مصیبت کے وقت پکارنا یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر عرض حال کرنا ہر طرح صحیح ہے آپ ہر پکارنے والے کی صدا سن کر جواب

ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا جعفر طیار کی شہادت کے بعد آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا۔

۴۲- فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ يُتْمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْلَةَ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

۴۲- ہماری والدہ نے حضور سے ہماری یتیمی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کی شکایت کرتی ہو حالانکہ میں ان کا دنیا و آخرت میں ولی و کارساز اور مددگار ہوں۔

حضرت صحابہ حضور کو اپنی جان و مال کا مالک سمجھتے

۴۳- مَا نَفَعَنِيْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَبِيْ بَكْرٍ۔

۴۳- مجھے کبھی کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جیسا کہ ابوبکر کے مال نے دیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

هَلْ أَنَا وَمَالِيْ إِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے۔

حضور کے ارشاد پر شہادت ہونا: حضرت سیدنا فاروق اعظم کا ارشاد:

حضرت عامر بن اکوع کے رجزیہ اشعار آئندہ ہم درج کریں گے حضور نے ان کی زبان سے نعتیہ کلام سماعت فرما کر جو کچھ فرمایا اسے ایاس بن سلمہ نے یوں نقل کیا:

۴۴- قَالَ غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ قَالَ وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الشَّهَادَةُ بِمَا قُلْتَ لَهُ لَوْلَا أَبْقَيْتَهُ لَنَا لِنَتَمَتَّعَ بِهِ۔

۴۴- یعنی حضور نے ارشاد فرمایا خدا تیری مغفرت فرمائے جب کبھی آپ کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شہید ہو جاتا۔ حاضرین میں سے ایک شخص یعنی امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم نے جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کی شہادت واجب ہو گئی حضور نے ہمیں ان سے

کیوں نفع نہ لینے دیا یعنی حضور ابھی انہیں اور زندہ رہنے دیتے تاکہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔

استمداد و استعانت بر بارگاہِ نبویہ کا ارشاد پاک

ہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بارگاہِ نبویہ میں استغاثہ کرنا مزار پاک سے وسیلہ وغیرہ کا بیان گذشتہ اوراق میں کر دیا۔ اب ایک مثال حضور اقدس کے زمانہ حیات کی جس میں مدد چاہنے کے الفاظ بھی بصراحت آئے ہیں نقل کرتے ہیں۔ جب وفد ہوازن حضور کی خدمت اقدس میں قیدیوں کی رہائی کا معروضہ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

۲۵۔ اِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا۔

۲۵۔ جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے معاملہ میں۔

حضور پاک کا وسیع اختیار و قبضہ

خدائے پاک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان پر تسلط عطا فرمایا جو حضور کی مرضی ہوتی خدا اپنے حبیب کی خاطر وہی کرتا چنانچہ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

۲۶۔ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ

۲۶۔ نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہو۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۲۷۔ مَرِضَ اَبُوْطَالِبٍ فَعَادَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اُدْعُ رَبَّكَ الَّذِيْ بَعَثَكَ يُعَافِيْنِيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَمِّيْ فَقَامَ كَاَنَّمَا نَشِطَ مِنْ

۲۷۔ یعنی حضرت ابوطالب بیمار ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لے گئے ابوطالب نے عرض کیا کہ اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس نے تم کو بھیجا میری تندرستی

بِعَقَالٍ فَقَالَ یَا ابنَ اَخِی اِنَّ رَبَّكَ لَيُطِيعُكَ فَقَالَ وَاَنتَ يَا عَمَّاهُ لَوْ اَطَعْتَهُ لَيُطِيعَنَّكَ -

کی دعا کرو۔ حضور نے دعا فرمائی الٰہی میرے چچا کو شفا دے۔ دعا فرماتے ہی ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی وہ کہنے لگے اے میرے بھتیجے بیشک تیرا رب تیری اطاعت کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے گا۔

۲۸ - عَنْ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ لَمَّا رُمِسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَوَقَفَتْ عَلٰی قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَتْ قَبْضَۃً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ وَوَضَعَتْ عَلٰی عَیْنِہَا وَبَکَتْ وَاَنْشَاءَتْ تَقُوْلُ -

۲۸- حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے جب حضور کا وصال شریف ہوگیا تو حضرت بی بی فاطمہ حاضر ہوئیں اور قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں کو لگائی اور رو کر یہ شعر پڑھے۔

۱- مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا -

جس نے روضۂ پاک کی خاک سونگھنے کا شرف حاصل کیا۔ اگر وہ زمانہ دراز تک خوشبو نہ سونگھے تو حرج نہیں۔

۲- صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّہَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

۲- مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ غم کے مارے رات ہوجاتے۔

حضرت نابغہ صحابی کا مشہور شعر متعلق استمداد بھی یہاں ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں:

فَیَا قَبْرَ النَّبِیِّ وَصَاحِبَیْہِ اَلَا یَا عَوْنَنَا لَا تُسْمِعُوْنَا - (در کتاب استیعاب)

حضور پاک کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے اور بینائی کے لیے طالبِ دعا ہوئے تو آپ نے بعد نماز ذیل کی دعا تلقین فرمائی۔

۲۹ - اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ

۲۹- الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ

اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ہٰذِہٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔ (حصن حصین شریف)

سے جو نبی الرحمۃ ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الہٰی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

صاحب حصن حصین نے بصیغہ حاضر بھی نقل فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حضور میری حاجت روا فرمائیں۔ حضرت عثمان بن حنیف نے یہی دعا حضرت سیدنا عثمان غنی کے زمانہ خلافت میں ایک حاجتمند کو تعلیم دی جس کے پورے الفاظ یہ ہیں:

اِیْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّاءْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَکَ وَرُحْ اِلَیَّ حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَکَ الخ۔

وضو کی جگہ جاکر وضو کر پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا کر الہٰی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو۔ شام کو پھر آنا میرے پاس کہ میں تمہارے ساتھ چلوں۔ الخ

صاحب حصن حصین رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کے بارہ میں یہ بھی فرمایا:

مَنْ کَانَتْ لَہٗ ضَرُوْرَۃٌ فَلْیَتَوَضَّاْ وَلْیُحْسِنْ وُضُوْءَہٗ وَیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَدْعُوْا بِھٰذَا الدُّعَاءِ۔

یعنی جب کسی شخص کو خاص ضرورت پیش آجائے تو اچھا وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھے پھر اس دعا کو پڑھ کر دعا مانگے۔

حضور پاک رزق میں برکت دیتے ہیں

سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و طاقت کا عالم تو یہ ہے کہ آپ نے صرف رزق ہی میں

برکت نہیں دی بلکہ آسمان وزمین پر خدا کے حکم وفضل سے اپنا تسلط فرمایا۔ ان حقائق کے لیے آیاتِ قرآنیہ بالتفصیل شہادت دے رہی ہیں۔ یہاں پر حضرت سیدنا فاروق اعظم کی وہ روایت جسے مسند نے نقل کیا ہے اور وہ ارشاد جو حضور نے مدینہ والوں سے فرمایا تھا نقل کرتے ہیں۔

اِصْبِرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنِّیْ قَدْ بَارَکْتُ عَلٰی صَاعِکُمْ وَمُدِّکُمْ۔

صبر کرو اور شاد ہو بیشک میں نے تمہارے رزق کے پیمانوں میں برکت دے دی ہے۔

حضرت فاروق اعظم کا اہم ارشاد

حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے فاروقِ حق و باطل ایک دن حضرت سیدنا امام حسن کو گود میں لے کر فرماتے ہیں:

هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰی رُءُوْسِنَا اِلَّا اَبُوْكَ

ہمارے سر پر بال کس نے اگائے تمہارے ہی باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں۔ یعنی جو کچھ عزت ملی وہ سب حضور کی عطا ہے۔

یارسول اللہ کہنا

مذکورہ بالا احادیث نبویہ اقوال و اعمال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ امر بخوبی ثابت و واضح ہو گیا کہ سرکار ابد قرار روحی لہ الفدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مصیبت و تکلیف میں قریب و بعید سے پکارنا آپ کو اپنا شفیع و وسیلہ بنانا یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر مخاطب کرنا ہر طرح صحیح ہے اسی طرح مزار مبارک سے استفادہ کرنا بھی درست اور معمولات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مطابق ہے۔

عبد النبی، عبد الرسول نام رکھنا

بعض حضرات اس قسم کے ناموں پر معترض ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم یہاں مختصراً اس بحث کو بھی درج کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے مختلف روات سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبہ مبارکہ کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تُنْسَوْنَ مِنِّیْ شِدَّةً وَّ غِلْظَةً وَّ ذَالِكَ اِنِّیْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔	اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور کے ساتھ تھا حضور کا بندہ اور حضور کا خادم ہوں۔ (ازالۃ الخفاء)

مسئلہ علمِ غیب

حضرات اہلِ سنّت کا یہ عقیدۂ حقہ ہر طرح صحیح اور ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فضل اور کرم سے علم مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن عطا فرمایا اور ایسی کوئی شے نہ تھی جس پر آپ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو۔ اس مسئلہ میں جن لوگوں نے لغزش کھائی وہ علم ذاتی اور وہبی کے باعث حضرات اہلِ سنّت کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم عطا فرما دینے سے آپ کو گذشتہ، موجودہ، آیندہ کا علم حاصل تھا اور یہ سب وسعتِ علم خدا کا عطیہ ہے۔ یہاں مختصراً چند ضروری سطور بطور اصول کے درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایک علم غیب بالذات ہے جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو حاوی ہے۔

۲۔ دوسرے علم غیب بالعرض وہبی جو اللہ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو یہی علم انبیائے کرام کا ہے اور بعض خواص اولیاء اللہ کو حضور پاک کے فیض و عطا سے حاصل ہوا۔

خدا کا علم بالذات اور خود بخود ہے اور حضرات انبیائے کرام کا بعطائے الٰہی اور یہ علم تمام عالم انسانیت کے احوال گذشتہ و موجودہ، آیندہ پر محیط ہو کر خدا کے علم کے بعد تمام انسانوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعلیٰ جس میں کوئی انسان شریک نہیں یوں سمجھو کہ خدا کے علم کے مقابلہ میں دریا کا ایک قطرہ اور تمام انسانوں کے مقابلہ میں ایک دریا۔

خدا نے جس طرح آپ پر دوسری نعمتوں کو ختم کر دیا اور آپ اپنی ہر صفت میں لاشریک اسی طرح آپ کا علم غیب اتنا وسیع تھا کہ جمیع انبیائے عالم اور گذشتہ و آیندہ کی باتیں آپ کے سامنے اس طرح تھیں جیسے کفِ دست۔ حضور کے اس علم پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہیں۔ بعض آیات میں جس غیب کا اختصاص اپنے لیے فرمایا وہاں اس غیب سے علم بالذات

مراد ہے غیب بالعرض نہیں۔

علمِ غیب اور قرآن مجید

۱۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۂ جن)

۱۔ خدا عالم الغیب ہے کسی کو اپنے غیب ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں میں سے مرتضیٰ کرے۔

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

۲۔ اللہ یوں نہیں کہ مطلع کر دے تم کو غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔

۳۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (عم یتساءلون)

۳۔ نہیں ہے وہ غیب پر بخیل۔

۴۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (ومن یقنت)

۴۔ اے نبی ہم نے تم کو گواہ بنایا۔ (یعنی آپ قیامت میں امتوں کے اعمال وافعال پر گواہ ہونگے گواہی وہی دیتا ہے جس نے واقعات کا مشاہدہ کیا ہو۔ یہ آیت بھی علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔ (مؤلف)

حضور کو قرآن کریم کا علم تھا اور قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے

۵۔ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورہ قمر)

۵۔ قرآن کریم میں چھوٹی بڑی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔

۶۔ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ (یٰسین)

۶۔ ہر چیز کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا۔

۷۔ وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (انعام)

۷۔ کوئی دانہ کوئی پتہ کوئی خشک وتر دنیا کا ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ (سورۂ انعام)

۸۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ (سورہ انعام)

۸۔ ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا سب کچھ لکھ دیا ہے۔ (سورۂ انعام)

۹۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ (سورہ نحل)

۹۔ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو بیان ہے ہر شے کا۔ (سورۂ نحل)

۱۰۔ مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْعَالَمِ اِلَّا وَھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ (صاحب اتقان کا قول)

۱۰۔ یعنی دنیا میں کوئی چیز نہیں جو کتاب اللہ میں درج نہ ہو۔

صاحب تفسیر عرائس البیان مافرطنا فی الکتاب کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

۱۱۔ اِیْ مَا اَخَّرْنَا فِی الْکِتَابِ ذِکْرَ اَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ لٰکِنْ لَا یُبْصِرُ ذِکْرَہٗ فِی الْکِتَابِ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ بِاَنْوَارِ الْمَعْرِفَۃِ

۱۱۔ یعنی ہم نے قرآن میں کسی ایک کا بھی مخلوق میں سے ذکر باقی نہ رکھا۔ سب کچھ بیان کر دیا لیکن اس ذکر کو صاحبان باطن جن کو نور معرفت حاصل ہو وہ ہی معلوم کرتے ہیں۔

یہی صاحب تفسیر ونزلنا علیک الکتاب کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

۱۲۔ وَھُوَ کِتَابُہُ الْمَصُوْنُ وَخِطَابُہُ الْمَصُوْنُ یُخْبِرُ عَمَّا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنْ کُلِّ حَدٍّ وَکُلِّ عِلْمٍ۔

۱۲۔ یعنی قرآن شریف خدا کی وہ پوشیدہ کتاب اور محفوظ حکم ہے جو ایسے امور سے جو ہو چکے اور جو ہوں گے خبر دیتا ہے۔

۱۳۔ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ (سورۂ نسا)

۱۳۔ سکھایا تم کو (یا محمد) جو تمہیں علم نہ تھا اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

صاحب تفسیر کبیر اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۴۔ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاَطْلَعَکَ عَلٰی اَسْرَارِھِمَا وَوَاقَفَکَ عَلٰی حَقَائِقِھِمَا

۱۴۔ یعنی اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور ان کے حقائق و اسرار پر تم کو واقف کر دیا۔

صاحب تفسیر مدارک اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

۱۵۔ مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ

۱۵۔ یعنی حضور پاک کو علاوہ عالم امور شریعت ہونے کے تمام پوشیدہ امور کا عالم اور دلوں کے بھید وں کا واقف بنا دیا۔

آیات مذکورہ بالا اور ان کی تفاسیر سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ قرآن پاک جملہ امور غیبیہ کا حامل ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خزائن مخفی سے کاملاً واقف بادی النظر میں سمجھا جا سکتا ہے کہ قرآن کا علم تو غیر نبی اور دوسرے امتیوں کو بھی ہے اس کے متعلق قرآن کریم نے خود فرمایا:

۱۶۔ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (بنی اسرائیل)

۱۶۔ یعنی اے لوگو علم سے تم کو تھوڑا سا حصہ عنایت ہوا ہے۔

اور حضور کے علم قرآن کے متعلق ارشاد ہوا:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی (رحمٰن) پس دوسروں کا علم حضور کے علم قرآن کے ہرگز مساوی نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے مضامین و آیات و حروف موجود ہیں جس کا علم سوائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بڑے سے بڑے مقرب کو بھی نہیں۔ اِلّا یہ کہ خدا جس پر روشن فرمادے۔

نفی علم غیب کی مغالطہ دہ بحث اور اس کا دفعیہ

مانعین آیاتِ ذیل سے سند لاتے ہیں:

۱۷۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ (سورہ انعام)

۱۷۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خزائن خدا ہیں اور میں غیب جانتا ہوں۔

صاحب تفسیر خازن اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

۱۸۔ وَاِنَّمَا نَفٰى عَنْ نَفْسِهِ الشَّرِيْفَةِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاعْتِرَافًا بِالْعُبُوْدِيَّةِ۔

۱۸۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اپنی ذات میں موجود ہونے کی صرف اس لیے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہِ خداوندی میں تواضع مقصود تھی اور اپنی عبدیت کا اقرار و اعتراف۔

۱۹۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (سورۂ نمل)

۱۹۔ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا کوئی جو آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت میں علم ذاتی کی نفی ہے اور یہ مطلب کہ خود بخود نہیں جانتے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے۔ چنانچہ اس کی تصدیق روض النضیر شرح جامع صغیر

سے حسب ذیل الفاظ میں ہوتی ہے۔

اَمَّا قَوْلُهٗ لَا یَعْلَمُهٗ مُفَسَّرٌ بِاَنَّهٗ لَا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ بِذَاتِهٖ وَمِنْ ذَاتِیْ اِلَّا هُوَ۔

لیکن اللہ کا قول کہ نہیں جانتے اس سے علم ذاتی کی نفی ہے نہ کہ علم وہبی کی۔

اسی طرح امام نووی امام ابن حجر مکی وغیرہم نے اس آیت کی بحث میں فرمایا کہ نفی علم ذاتی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء اور اولیاء اللہ کو حاصل ہے۔ اسی طرح جس قدر بھی اور آیات نفی علم غیب کی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن بالواسطہ علم غیب ثابت ہے اور اسی علم غیب کو اہل سنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مانتے ہیں۔

۲۰۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

(سورہ لقمان)

۲۰۔ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور نازل کرتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے گا کل اور نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب جانتا اور خبردار ہے۔

مغیبات خمسہ

یعنی وہ پانچ باتیں جن کا اوپر کی آیت شریفہ میں ذکر ہوا منکرین علم غیب ہر موقع پر نمایاں طریقے سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ علمائے محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں باتوں کا بھی علم عطا فرمادیا چنانچہ علامہ ابراہیم شرح بردہ میں فرماتے ہیں:

وَلَمْ یَخْرُجْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْخَمْسَةِ۔

یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت نہ فرمائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغیبات خمسہ کا علم عطا فرمادیا۔

اسی طرح صاحب کتاب الابریز صفحہ ۱۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

قُلْتُ للشَّیْخِ رضی اللہ عنہ فَاِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِیْنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَغَیْرَهُمْ اِخْتَلَفُوْا فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الْمَذْكُوْرَاتِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰیَةِ فَقَالَ كَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِیْفَةِ لَا یُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ۔

یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف سے عرض کیا کہ علمائے ظاہر یعنی محدثین وغیرہ سے اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کیا حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا جن میں آیت وارد ہوئی تو شیخ نے جواب دیا کہ ان پانچ باتوں کا علم حضور پر کس طرح مخفی رہ سکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں علموں کے تصرف ممکن نہیں۔

آیت مذکورہ میں جن پانچ باتوں کا ذکر ہے اگر کتب احادیث پر عمیق نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو ان پانچوں باتوں کا علم عطا ہو گیا تھا چنانچہ ترمذی شریف کی طویل حدیث جس میں فتنہ یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے آپ نے مینہ برسنے کی خبر دی اسی طرح آپ نے حضرت امام مہدی اور حضرت امام حسن کی ولادت کی جس کے الفاظ یہ ہیں: ولدت فاطمة النشأ اللہ غلاماً یکون فی حجرك کل کیا ہوگا اس کی بھی آپ نے خبر دی چنانچہ فتح خیبر کے موقع پر فرمایا: کل ایسے شخص کو میں جھنڈا عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ کس کی موت کہاں ہوگی اس کا بھی آپ کو علم تھا چنانچہ آپ نے غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل ہونے کی جگہ کی نشاندہی فرمادی۔ قیامت کے متعلق بھی حضور نے ارشادات فرمائے۔

ہم نے ان سطور میں پانچوں باتوں سے متعلق واقعات کی طرف اشارہ کر دیا اگر کتاب کی ضخامت کا خوف نہ ہوتا تو مغیبات خمسہ سے متعلق ہر واقعہ تفصیلی الفاظ کے ساتھ درج کر دیتے جسے مفصلاً الفاظ حدیث دیکھنا ہوں وہ تمامی کتب احادیث میں ان واقعات کی تفصیل مطالعہ کرے۔

علم غیب اور احادیث

۱۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش

مَقَامًا اَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ (رواه البخاری)

سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کی اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا اسے جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

۲۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ اَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (رواه مسلم)

۲۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نماز پڑھائی ہم کو حضور نے ایک دن فجر کی اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا تو آپ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر آپ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس خبر دی ہم کو قیامت تک ہونے والی باتوں کی جو ہم میں سے زیادہ دانا ہے وہ بہت یاد رکھنے والا ہے اس دن کو۔

۳۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰٓؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک ہم میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ دیا اور خبر دی ان فتنوں کی جو ظاہر ہوں گے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی قیامت تک مگر بیان فرما دیا اس کو یاد رکھا اسے جس نے یاد رکھا اور بھول گیا اسے جو بھول گیا یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے کہا حضرت حذیفہ نے فرمایا جاتا ہے اس قصہ کو میرے یاروں نے جو صحابہ میں سے موجود تھے اور بعضے نہیں جانتے مفصلاً اس لیے کہ واقع ہولے نسیان اور

میں بھی ان میں سے ہوں اور جب کوئی چیز آپکی بنائی ہوئی سامنے آتی ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں اسے جیسے کہ یاد دلاتا ہے چہرہ کسی شخص کا جبکہ وہ غائب ہوتا ہے اور جب اسے دیکھ لیتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

۴ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔

(رواہ الدارمی مرسلاً مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷۰)

۴ - حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا میں نے اپنے خدا کو اچھی صورت میں دیکھا خدا نے فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے حضور نے فرمایا کہ پھر میرے خدا نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس سے میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان فیض کی سردی پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

طبرانی میں حضرت ابو درداء سے مروی ہے۔

۵ - لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا۔

۵ - یعنی حضور پاک نے اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت نے ہم سے اس کا بھی بیان فرما دیا۔

واقعہ بدر کے موقعہ پر حضور نے ہر ایک کی وفات و مقام شہادت بتاتے ہوئے فرمایا:

۶ - هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْأَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا فَمَا مَاتَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۶ - یعنی حضور نے فرمایا کہ یہ فلاں صحابی کے گرنے اور شہید ہونے کی جگہ ہے اور دستِ مبارک کو جگہ جگہ رکھ کر بتا دیا۔ کوئی شخص بھی اصحابِ بدر میں ایسا نہ تھا جو حضور کے ارشاد کے علاوہ

دوسری جگہ شہید ہوا ہو۔

علامہ قسطلانی مواہب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر حدیث ذیل نقل فرماتے ہیں:

۷- اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ۔

(انتہی مواہب اللدنیہ جلد ۲ صہ ۱۹۲)

۷- یعنی خدا نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے اور جو اس میں ہوگا قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف وجوانب میرے سامنے اس طرح ہیں جیسے ہاتھ کی یہ میری ہتھیلی۔

عینی شرح بخاری میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قصیدہ پیش کرنے کی روایت ہے جس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

وَاَشْهَدُ اِنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ
وَاِنَّكَ مَامُوْرٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ

۸- میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہر غیب کے امر پر مامور ہیں۔

ان اشعار کو سن کر حضور نے تبسم فرمایا اور محظوظ ہوئے۔ مقامِ غور ہے کہ جو جذبات شریفہ محبتِ الٰہی ہو کیا یہ ممکن تھا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط بات کہی جائے اور آپ خوش ہو جائیں اور اپنے خادم کو اس سے منع نہ فرمائیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عام و خاص طور پر حضور کو عالم غیب جانتے تھے یہی سبب تھا کہ مالک بن عوف نے جو اشعار پڑھے ان میں کا ایک مصرعہ یہ بھی تھا۔

وَمَتٰی تَشَا یُخْبِرْكَ عَمَّا فِیْ غَدٍ۔

غرض محدثین ومتقدمین علمائے کرام کے نزدیک حضور عالم غیب تھے اور یہ مسئلہ ہر طرح مدلل ہو کر ثابت ہو چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب اور علمِ غیب

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر عزیزی سورۂ بقر میں:

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع امت بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال و در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانے چناں می کنند و فلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواں کرد انتہیٰ"

علامہ قسطلانی و زرقانی نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے :

۹- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَالُ اُمَّتِهٖ غُدْوَةً وَّ عَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَاَعْمَالِهِمْ فَلِذٰلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

(مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

۹- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے نہیں ہے کوئی دن مگر یہ کہ پیش کئے جاتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امت کے اعمال صبح و شام پس پہچانتے ہیں آپ امتیوں کو ان کی علامت و نشان سے اور ان کے اعمال سے پس اسی سبب سے آپ گواہی دیں گے قیامت کے دن اپنے امتیوں کی ۔

بردہ شریف میں ہے :

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

دنیا و عقبیٰ ہوئے احسان سے تیرے پدید
مجتمع ہے دل میں تیرے دانش لوح و قلم

حضور کے خدام کا علم

جس طرح خداوند برتر کے فضل و کرم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ماکان و مایکون تھے۔ حضور کے صدقہ اور جود و سخا کی بارشوں اور فیضان روح پاک سے حضرات اولیاء اللہ کو بھی وہ علوم عطا ہوئے جن میں عام انسان اور اولیاء اللہ برابر نہیں چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

قَالَ الْقَاضِيْ اَلنُّفُوْسُ الزَّكِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ عَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰى وَلَمْ

فرمایا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے پاک نفوس جب علائق بدنیہ سے جدا ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ سے جا کر مل جاتے ہیں اور کوئی حجاب

مِنَ لَهَا حِجَابٌ نَرَى الْكُلَّ كَمَا الْمُشَاهَدِ
بِنَفْسِهَا أَوْ بِاخْبَارِ الْمُذْنِبِ لَهَا وَفِيهِ سِرٌّ
يَطَّلِعُ عَلَيْهِ مَنْ تَيَسَّرَ لَهُ. اِنْتَهٰى ۔

ان کے لیے باقی نہیں رہتا پس تمام مخلوق کا ویسے ہی مشاہدہ کرتے ہیں جیسے اپنے نفس کا کرتے ہیں اور اس بھید پر وہی واقف ہوتے ہیں جن کے لیے خدا کی طرف سے آسانی پیدا کردی جائے۔

اولیائے کاملین میں سرتاج اولیاء حضرت سیدنا دستگیر عالم حضور غوثِ اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو جو مقام ولایت عطا ہوا اس میں علوم مخفیہ بھی شامل ہیں چنانچہ خود فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا — میں نے خدا کے تمام شہروں کی طرف دیکھا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ اتِّصَالِ — تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے

غرض اولیائے کاملین فیض رسالت نبویہ سے تمام علوم مخفیہ سے مطلع تھے۔

ذکر ولادتِ نبویہ

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ — دھوم سے مولد کے اس کے ہے عیاں پاکی اصل
يَا طِيْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ — کیا ہی اچھا خاتمہ تھا اور کیا ہی اچھا ہے جنم
(بردہ شریف)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ اور آپ کا ظہور قدسیہ عالم انسانیت میں خدا کی وہ عظیم الشان نعمت ورحمت ہے جس پر اظہار سرور کرنا لازم اور صحت ایمانی کی دلیل ہے کائنات عالم میں آپ کا مرتبہ سب سے افضل وبرتر ہے یہی وہ ذاتِ شریفہ ہے جس کے تذکرے صحیفوں میں موجود تھے۔ انبیاء کی مقدس زبانوں پر آپ کے ظہور کے ترانے تھے اور آپ کی بعثت کی دعائیں اُن کی اہم ترین دعائیں تھیں۔ یہی وہ شخصیت تھی جس کے لیے رب العزت نے انبیاء و مرسلین سے عہد و میثاق لیا اور جس کی رسالت کی ذاتِ احدیت نے خود شہادت دی بلاشبہ تمام اذکار میں حضور کی ولادتِ شریفہ کا ذکر کرنا افضل ترین ذکر ہے۔ جشن ولادت نبویہ ہی وہ جشن ہے جس پر ہزاروں عیدیں قربان۔ خدا کے نزدیک بھی آپ کی بعثتِ پاک اہمیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ آپ کی آمد آمد کے تذکرے پائے جاتے ہیں۔ پس جمہور علمائے کرام کا حضور کی تشریف آوری کی تاریخ پر جشنِ ولادت مقرر کرنا، اس کے لیے اہتمام کرنا ہر طرح صحیح ہے۔

بارہویں شریف کے علاوہ سال بھر میں جو مجالس ذکر ولادت منعقد ہوتی ہیں وہ باعث اجر اور علامتِ ایمان و محبت ہیں۔ حضور کے ذکر ولادت کو جشن عید میلاد کے نام سے کرنے کی جو مخالفت کرتے ہیں۔ وہ بلاشبہ حضور کی عزت وقار اور شان کمالِ رسالت نبویہ کے منکر ہیں افسوس ہے کہ جشن میلاد نبویہ کے مدّمقابل سیرت کے نام سے اجتماع کئے جائیں لیکن جب ذکر ولادت نبویہ کیا جائے تو اس سے دور بھاگا جائے۔ ہزاروں مسلمان شریک ہو کر ادب و احترام کریں اور یہ متبعین حدیث و تقلید بیٹھے رہیں۔

حضور کی تشریف آوری اور قرآن پاک

۱۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران لن تنالوا)
۱۔ تحقیق احسان کیا خدا نے مسلمانوں پر کہ ان میں اپنا رسول بھیج دیا۔

۲۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (سورۃ مائدہ)
۲۔ بیشک آگیا تمہارے پاس خدا کا نور

۳ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ (سورہ احزاب)
۳۔ اے نبی ہم نے تم کو بھیج دیا۔

حضور کے ذکر کی رفعت و بلندی اور اظہارِ شکر و مسرت

۴۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (تیسواں پارہ)
۴۔ ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا۔

۵۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ (سورہ یونس)
۵۔ کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کریں۔

۶۔ وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (سورہ نحل)
۶۔ خدا کی نعمت پر شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

۷۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (تیسواں پارہ)
۷۔ اپنے خدا کی نعمت کا چرچا کیا کرو۔

۸۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (سورہ ابراہیم)
۸۔ ان کو ہمارے دن یاد دلاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

اَیْ ذَکِّرْهُمْ نِعَمَائِیْ لِیُؤْمِنُوْا۔
یعنی میری نعمت یاد دلاؤ تاکہ ایمان لائیں۔

حضور پاک کے لیے انبیاء کی دعائیں

۹ - رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً

۹ - اے ہمارے رب ان میں رسول مبعوث فرما۔

۱۰ - وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

(اٹھائیسواں پارہ)

۱۰ - اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا جو میرے ہاتھ میں ہے اور بشارت دینے والا ہوں اس کی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

آیات مذکورہ بالا میں حضرت ختم مرتبت روحی لہ الفدا کی آمد اور حضور کے ذکر کی بلندیوں اور زینت الٰہی کے باقی رکھنے اور خدا کی نعمت و فضل پر اظہار شکر کی تلقین کے عنوانات پر خدا کے فرامین صاف و صریح الفاظ میں آگئے جن پر غور و فکر کرنے والا اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضور کا ذکر ولادت شریفہ احکام خداوندی کے کس حد تک موافق ہے۔ ذکر ولادت شریفہ کا مقصد حضور کی توقیر و عظمت کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں بٹھانا اور اس عظیم الشان وجود باجود کی حیات شریفہ کو ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ کثرت درود و صلوٰۃ و سلام کا اس لیے حکم دیا گیا کہ زیادہ سے زیادہ خیر و برکت نصیب ہو۔ پس ایسی مجالس خیر کو بدعت سیئہ وغیرہ ٹھہرانا عداوت اور عدم محبت رسول کی عریاں دلیل ہے۔ اب ہم ذیل میں احادیث شریفہ اور اکابر متقدمین کے اقوال درج کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کا ہر پہلو واضح ہو جائے۔

قَالَ فِي التَّنْوِيرِ (حافظ جلال الدین سیوطی)

کہا تنویر میں حافظ جلال الدین سیوطی نے۔

۱ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِهِ وَقَائِعَ وِلَادَتِهِ بِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُونَ وَيَحْمَدُونَ إِذْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي -

۱ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے مکان میں قوم کے سامنے حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور قوم حضور کی ولادت پر مسرت کر رہی تھی اور حمد کرتی تھی کہ یکایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا

آپ نے فرمایا تمہاری شفاعت مجھ پر واجب ہوئی۔

۲۔ فِی التَّنْوِیْرِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرَّمَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِ عَامِرِ الْاَنْصَارِیِّ یُعَلِّمُ وَقَائِعَ وَلَادَتِہٖ لِاَبْنَائِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ وَیَقُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ عَلَیْکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَالْمَلٰئِکَۃَ یَسْتَغْفِرُوْنَ۔

۲۔ تنویر میں ہے حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے کہ میں حضور پاک کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے بیٹوں کو وقائع ولادتِ نبویہ سکھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن ہے ولادتِ خیر البشر کا۔ حضور نے فرمایا خدا نے تیرے اوپر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور ملائکہ تیرے لیے استغفار کرتے ہیں۔

حضور کی زبان مقدس سے ذکر ولادت

مشکوٰۃ شریف میں بروایت احمد و بغوی ہے ؛

۳۔ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

۳۔ میں اب تمہیں بتاؤں گا کہ میری ابتدا کیا ہے۔ ابراہیم کی دعا۔ عیسٰی کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا۔ میری پیدائش کے وقت ایک نور میری والدہ کے لیے ظاہر ہوا جس سے شام کے محل ان کے سامنے روشن ہو گئے

اس حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شب ولادت کے واقعات بیان فرمائے جن کو حضرات اہل سنت مجالس میلاد کے وقت پڑھتے ہیں۔

حاکم و طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے جیسا کہ کعب بن مالک نے صحیح میں روایت کیا ہے پھر حضرت عباس بن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپ نے دعائے خیر دیتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرمائی انہوں نے حسب ذیل

اشعار پڑھے۔

۱۔ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَ فِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ	۱۔ آپ قبلِ ولادت شریفہ ایک عمدہ حالت سے صلب آدم میں تھے۔ جہاں پیوند لگاتے جاتے تھے پتے جنت میں۔
۲۔ ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ أَنْتَ وَ لَا مُضْغَةٌ وَ لَا عَلَقٌ	۲۔ پھر اترے آپ زمین پر یعنی صلب آدم میں آدم کے ساتھ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ ٹکڑا خون کا نہ جما ہوا خون۔
۳۔ بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَ قَدْ أَلْجَمَ نَسْرًا وَ أَهْلَهُ الْغَرَقُ	۳۔ بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے سوار کشتی میں اس حال میں کہ ڈبو دیا بت نسر اور اس کے پوجنے والوں کو غرق طوفانی نے۔
۴۔ تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ	۴۔ آپ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے ایک رحم میں جب گزر چکا ایک عالم ظاہر ہوا دوسرا طبقہ۔
۵۔ وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ	۵۔ آپ نازل ہوئے آتش خلیل میں، صلب خلیل میں چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے۔
۶۔ حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ	۶۔ آپ منتقل ہوتے رہے اصلاب کریمہ میں یہاں تک کہ شامل ہوا آپ کا شرف اولاد خندف میں جو بلند نسب ہے کہ جس میں اور طبقات تھے
۷۔ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ	۷۔ جب آپ پیدا ہوئے زمین چمک گئی اور اطراف روشن ہو گئے۔
۸۔ فَنَحْنُ فِي ذَلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ وَ سُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ	۸۔ اور اب ہم اسی روشنی و نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔

ان اشعار شریف کے ہر شعر میں جس نوعیت سے ذکر ولادت پڑھا گیا وہ بلا کسی تشریح کے

ظاہر کر رہا ہے کہ ولادت شریفہ کے حوادث وغرائب بیان کرنا حضور کے زمانہ حیات سے چلا آرہا ہے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور کی مجلس میں اشعار پڑھ کر واقعات کا سلسلہ بسلسلہ بیان کرنا ہمارے قدیم معمول کا بہترین ثبوت ہے۔

تعین یوم کی اصل

اس سلسلہ میں ایک بحث تعین کی اٹھائی جاتی ہے کہ بارہویں شریف کی قید سے ذکر ولادت شریفہ منعقد کرنا صحیح نہیں ہے۔

صحیح احادیث سے تعین یوم کرنا ثابت ہے بخاری شریف میں ہے،

۴۔ جَاءَتْ اِمْرَءَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِکَ یَوْمًا نَاتِیْکَ فِیْہِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ فَقَالَ اَجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کذا وکذا فِیْ مَکَانِ کذا وکذا فَاجْتَمَعْنَ نَاتَاھُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُنَّ مِمَّا عَلَّمَھُمُ اللّٰہُ۔

۴۔ یعنی ایک عورت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مرد تو آپ کی حدیث سماعت کرنے کے لیے چلے آتے ہیں ہمارے لیے بھی ایک دن حدیث بیان کرنے کے لیے مقرر فرما دیجیے جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہمیں تعلیم فرمائیں چنانچہ آپ نے دن مقرر فرمایا عورتیں مجتمع ہوئیں اور آپ نے انہیں تعلیم دی۔

صحابہ کی طرف سے مجالس کے لئے منادی

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مجالس شریفہ کے انعقاد سے قبل مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جاکر اعلان فرماتے۔

۵۔ تَعَالَوْا نُجَدِّدْ اِیْمَانَنَا۔

۵۔ اے لوگو آؤ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

اس تشہیر و اعلان کے بعد مجالس شریفہ منعقد ہوتیں۔ چنانچہ ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ مروی ہے۔

٦- قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ آخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ الخ

٦- اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور پاک مکان سے نکلے اور جب ان سے قریب ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور دوسرے کہہ رہے تھے کہ حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ و روح اللہ فرمایا اور حضرت آدم کو صفی اللہ پس یکایک حضور تشریف لے آئے اس مجلس میں اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام کرنا اور تعجب کرنا سنا ، بیشک حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ نجی اللہ ایسے ہی تھے ۔ الیٰ آخر ۔

مجالس میں منبر و مسند لگانے کا ثبوت

بعض افراد مجالس نبویہ کی آرائش و اہتمام اور مسند وغیرہ پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں ۔ خود حضور پاک نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے منبر بچھایا اور اپنی نعتِ پاک سماعت فرمائی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا ۔

٧- اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِيْحِهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔

٧- حضرت بی بی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پاک حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھتے وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت فرماتے ۔ حضور فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ حسان کی مدد جبرئیل سے فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول خدا کی طرف سے مدافعت

یامفاخرت کرتا رہتا ہے۔

یومِ ولادت کا روزہ

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نے دوشنبہ کے دن کا روزہ اس لیے مقرر فرمایا کہ اس دن آپ کی ولادت ہوئی چنانچہ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۸ - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ -

۸۔ یعنی حضور پاک سے دوشنبہ کے روزہ کی وجہ دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور مجھ پر وحی اتری۔

خدا کی نعمت پر شکر کرنا محمود ہے

اوپر کے صفحات میں آیات شریفہ کی روشنی میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ خدا کی نعمت پر شکر کرنے کی رب العزت تبارک وتعالیٰ نے تاکید فرمائی۔ حدیث میں ہے۔

۹ - اَلتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ وَتَرْكُهٗ كُفْرٌ -

۹۔ اللہ کی نعمت پر تحدث کرنا شکر ہے اور اسکا ترک کفر ہے۔

مجالس شریفہ کا مرتبہ

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ذیل کی روایت فرمائی۔

۱۰ - لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ -

۱۰۔ نہیں بیٹھتی کوئی قوم جو اللہ کا ذکر کرتی ہے مگر فرشتے اسے گھیرتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ نازل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس جماعت میں جو اس کے پاس ہے ان کا ذکر کرتا ہے۔

صحیحین میں حدیث مرفوع وارد ہے۔

۱۱- يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِىْ فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِىْ وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ ۔

۱۱- یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے پاس ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر جماعت میں ذکر کرتا ہے تو میں ان سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں ۔

بخاری شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے :

۱۲- اَنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ ۔

۱۲- بیشک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں کہ راہوں میں گشت لگاتے ہیں اور اہلِ ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب کسی قوم کو خدا کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر کہتے ہیں اپنی حاجت کی طرف آؤ ۔

مجالس میں نعت خوانی یا شعر و شاعری

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان مجالس میں شعر گوئی ہوتی ہے اس لیے یہ محفل صحیح نہیں ہم اوپر کی احادیث میں حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مداح خوانی کا ذکر کر آئے ہیں اس لیے مکرر اس پر کچھ لکھنا مناسب نہیں ۔ نعتِ نبویہ پڑھنا دراصل ایمان اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے اور اس خصوص میں قرآن کریم نے آپ کی جس طرح نعت پڑھی وہ عدیم النظیر ہے ۔ خدا نے آپ کے مدائح میں ایسے الفاظ فرمائے کہ بعض بعض جگہ آپ کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرمایا ۔

اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام اور شعر گوئی

غزوہ حنین میں حضور نے بنی ہوازن کو قیدی بنایا سردارانِ قبیلہ اہل و عیال طلب کرنے

حاضر ہوئے۔ زہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

۱۔ اُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ فِيْ كَرَمٍ ۔ فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَ نَدَّخِرُ ۔

۱۔ یا رسول اللہ ہم پر احسان فرمائیے کیونکہ حضور ہی وہ مرد جامع شمائل ہیں جن سے ہم امید کریں اور ذخیرہ بنائیں ۔

۲۔ اُمْنُنْ عَلٰى بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ ۔ مُشَتَّتٌ شَمْلُهَا فِيْ دَهْرِهَا غِيَرُ ۔

۲۔ یارسول اللہ احسان فرمائیے اس خاندان پر جس کی تقدیر آڑے آئی اس کی جماعت منتشر ہو گئی۔ اس کے زمانہ کی حالتیں بدل گئیں ۔

۳۔ اَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هَتَّافًا عَلٰى حَزَنٍ ۔ عَلٰى قُلُوْبِهِمُ الْغَمَّاءُ وَ الْغَمَرُ ۔

۳۔ یہ بدحالیاں ہم میں غم کے مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ مستولی ہو گا ۔

۴۔ اِنْ لَّمْ تُدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا ۔ يَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِيْنَ يُخْتَبَرُ ۔

۴۔ اگر حضور کی نعمتیں جن کو آپ نے عام کر دیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں ۔ اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے ۔

قحط کے وقت حضور سے اُمید

اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

۵۔ اَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِيْ تُرْجٰى فَوَاضِلُهُ ۔ عِنْدَ الْقُحُوْطِ اِذَا مَا اَخْطَاءَ الْمَطَرُ ۔

۵۔ قحط کے وقت حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے جب مینہ خطا کرے ۔

حضرت ابو طالب کا ارشاد:۔

۶۔ وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ۔ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ ۔

۶۔ گورے رنگ والے کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جائے ۔ یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہباں ۔

۷۔ تَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ ۔ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ نِعْمَةٍ وَ فَوَاضِلٍ ۔

۷۔ بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں ان کے پاس نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں ۔

غزوۂ خیبر میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے ذیل کا رجز پڑھا۔

٨۔ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا۔

٨۔ خدا گواہ ہے کہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

٩۔ فَاغْفِرْ فِدَاً لَّكَ مَا ابقينا
وَاَبْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا۔

٩۔ تو حضور بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر سکینہ اتار دیجئے۔

١٠۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا۔ (بخاری)

١٠۔ جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔

جیش بن ادیس نخعی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔

١١۔ اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ
فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًّا وَّبُوْرِكْتَ هَادِيًا

١١۔ یا رسول اللہ آپ تصدیق کئے گئے ہیں آپ اللہ سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو دینے میں بھی مبارک۔

١٢۔ شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ بَعْدَ مَا
عَبَدْنَا كَاَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيًا

١٢۔ حضور ہمارے لیے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

١٣۔ مَا اِنْ رَاَيْتُ وَمَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ
فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ

١٣۔ میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد کی مثل نہ دیکھا نہ سنا۔

١٤۔ اَوْفٰى وَاَعْطٰى لِلْجَزِيْلِ لِمُجْتَدٍ
وَمَتٰى تَشَا يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدٍ

١٤۔ سب سے زیادہ وفا کرنے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو عطا کرنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر دینے والے۔

خندق کھودتے وقت صحابہ نے ذیل کا ترانہ پڑھا:

١٥۔ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ وَمَا بَقِيْنَا اَبَدًا۔ (بخاری)

١٥۔ ہم وہ ہیں جنہوں نے بیعت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ جہاد کرتے رہیں گے،

جب تک زندہ ہیں ۔

حضور پاک نے جواب میں ارشاد فرمایا :

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ — خداوندا انہیں اچھا جینا ہے مگر آخرت کا سو مغفرت

فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ — کیجیو انصار و مہاجرین کی ۔ (بخاری شریف)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قریش نے جس وقت سولی پر چڑھایا تو انہوں نے اس وقت فرمایا : (سیرت میں ہشام نے نقل کیا)

۱۶ - لَقَدْ جَمَعَ الْاَحْزَابُ حَوْلِیْ وَاَلَّبُوْا — ۱۶ - انبوہ در انبوہ میرے ارد گرد کھڑے ہیں

قَبَائِلَھُمْ وَاسْتَجْمَعُوْا کُلَّ مَجْمَعٖ ۔ — اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلایا ہے ۔

۱۷ - وَکُلُّھُمْ مُبْدِی الْعَدَاوَۃِ جَاھِدٌ — ۱۷ - یہ سب کے سب عداوتیں نکال رہے ہیں

عَلَیَّ لِاَنِّیْ فِیْ وَثَاقٍ بِمَضْیَعٖ ۔ — اور میرے خلاف جوش دکھلا رہے ہیں اور میں ہلاکت گاہ میں بندھا ہوں

۱۸ - وَقَدْ جَمَعُوْا اَبْنَاءَھُمْ وَنِسَاءَھُمْ — ۱۸ - ان قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلا رکھا

وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِیْلٍ مُمَنَّعٖ ۔ — ہے اور مجھے ایک مضبوط لکڑی کے پاس لے آئے ہیں ۔

۱۹ - وَقَدْ خَیَّرُوْنِی الْکُفْرَ وَالْمَوْتَ دُوْنَہٗ — ۱۹ - انہوں نے کہا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے

وَقَدْ ھَمَلَتْ عَیْنَایَ مِنْ غَیْرِ مَجْزَعٖ — مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لیے بہت سہل ہے میری آنکھوں سے لگاتار آنسو جاری ہیں مگر ناشکیبائی نہیں ۔

۲۰ - فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعَدُوِّ تَخَشُّعًا وَلَا — ۲۰ - میں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کروں گا نہ روؤں گا

جَزَعًا اِنِّیْ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعِیْ ۔ — نہ چلاؤں گا اس لیے کہ میری بازگشت اللہ کی طرف ہے ۔

۲۱ - وَمَا بِیْ حِذَارُ الْمَوْتِ اِنِّیْ لَمَیِّتٌ — ۲۱ - موت سے مجھے اس لیے ڈر نہیں کہ میں مر ہی تو

وَلٰکِنْ حِذَارِیْ جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعٖ ۔ — جاؤں گا لیکن میں لپٹ والی آگ کے خون چوسنے سے ڈرتا ہوں ۔

۲۲۔ فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِي عَلٰى مَا يُرَادُ بِي
فَقَدْ بَضَعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي

۲۲۔ عرش عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینی چاہی اور مجھے شکیبائی کے لیے فرمایا ہے، اب انہوں نے زد و کوب سے میرا تمام گوشت کوٹ دیا ہے اور میری امید جاتی رہی۔

۲۳۔ إِلَى اللّٰهِ أَشْكُو غُرْبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي
وَمَا أَرْصَدَ الْأَحْزَابُ لِي عِنْدَ مَصْرَعِي

۲۳۔ میں اپنی درماندگی بیوطنی بے کسی کی فریاد اور ان کی جو میری جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں خدا سے کرتا ہوں۔

۲۴۔ وَمَا إِنْ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

۲۴۔ بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں پروا نہیں کرتا کہ راہِ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیوں کر جان دیتا ہوں۔

۲۵۔ وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ۔

۲۵۔ خدا کی ذات کے لیے اور اگر وہ چاہے تو امید ہے کہ پارہ ہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت دے۔

(سیرۃ ابن ہشام و زاد المعاد و بخاری و مسلم)

مذکورہ بالا اشعار ایک مجاہد سرفروش کے راہِ حق میں جان دیتے ہوئے صبر و ثبات کی ایک ایسی زندہ تصویریں ہیں جن میں ہر قسم کے سبق موجود ہیں۔ ایک مسلمان شہادت حاصل کرتے وقت کیسا ثابت قدم رہتا ہے اور جان دیتے ہوئے اس کے عشق میں کتنی ترقی ہوتی ہے۔ یہی وہ عزم و استقلال تھا جس نے اسلام کو سربلند کیا اور دین و مذہب نے ترقی پائی اور یہی وہ نعتِ پاک ہے جو دار پر چڑھنے کے بعد بھی پڑھی جاتی ہے۔ مجالس نبویہ کا منشا یہی تھا کہ سامعین میں عشقِ بارگاہِ رسالت کے ایسے جذبات پیدا کئے جائیں کہ عاشقِ رسول اپنی جان و مال اور ہر چیز کو آقائے کونین پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

درد و مصیبت میں حضور سے فریاد

صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں پر قریش مکہ نے شدید مظالم کئے وہ خانہ کعبہ میں پناہ

یلیتے تو انہیں وہاں بھی بے دریغ شہید کیا جاتا بچے کھچے چالیس مسلمانوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ذیل کے اشعار پڑھے۔

۲۶- إنّ قريشاً أخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا

۲۶- قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی انہوں نے اس معاہدہ کو جو آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔

۲۷- وجعلوا لي في كداء رصدا
وزعموا أن لست أدعو أحدا

۲۷- ہمیں خشک گھانس کی طرح پامال کر دیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آئیگا۔

۲۸- وهم أذل وأقل عددا
هم بيتونا بالوتير هجدا
فقتلونا ركعا وسجدا

۲۸- وہ تو ذلیل و قلیل ہیں انہوں نے وتیر میں ہم کو سوتے ہوئے جا لیا۔
ہم کو حالت رکوع و سجود میں پارہ پارہ کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام ص۲۱۱)

فتح مکہ کے موقع پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی دینے کا اعلان فرمایا تو ابوسفیان نے اسلام قبول کرتے وقت حسبِ ذیل اشعار پڑھے۔

۲۹- لعمرك إني حين أحمل راية
لتغلب خيل اللات خيل محمد

۲۹- قسم ہے تیری جان کی جن دنوں میں نشانِ جنگ اس لیے اٹھایا کرتا تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آ جائے۔

۳۰- لكالمدلج الحيران أظلم ليله
فهذا أواني حين أهدى فأهتدي

۳۰- ان دنوں میں اس خار پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹھوکریں کھاتا ہو اب وہ وقت آگیا کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے پر آجاؤں۔

۳۱- هداني هاد غير نفسي ودلني
إلى الله من طردته كل مطرد

۳۱- مجھے ہادی نے (نہ کہ میرے نفس نے) ہدایت دی اور خدا کا راستہ مجھے اس شخص نے دکھایا جسے میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا۔

(زاد المعاد)

فروہ بن عمرو گورنر کا پھانسی پر چڑھنا اور اشعار پڑھنا

عرب کا شمالی حصہ سلطنتِ قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا اس علاقہ کا گورنر فروہ بن عمرو تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس نامۂ مبارکہ دعوتِ اسلام کے سلسلہ میں روانہ فرمایا جسے اس نے قبول کیا جب بادشاہ قسطنطنیہ کو علم ہوا تو گورنر مذکور کو قید کر دیا اور بعد میں پھانسی دے دی۔ پڑھتے وقت انہوں نے جو شعر پڑھے اس کا ایک شعر زاد المعاد نے اس طرح نقل کیا۔

۳۲- بَلِّغْ سَرَاةَ الْمُسْلِمِیْنَ بِاَنَّنِیْ
اَسْلَمَ رَبِّیْ اَعْظُمِیْ وَ مَقَامِیْ

۳۲- پہنچا دے مسلمانوں کے سرداروں کو یہ بات
کہ میں اپنی ہڈیاں اور مقام حوالہ بخدا کرتا ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت ابو طالب کے اس شعر کو پڑھا،

۳۳- وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ
وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(زرقانی)

۳۳- ہم محمد کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں گے اور ہم ان کے لیے اپنے بیٹوں بیبیوں کو بھول جاتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب میں ہاتھ میں حربہ لیے ہوئے یہ شعر پڑھا،

۳۴- لَبِّثْ قَلِیْلًا یُدْرِكِ الْهَیْجَا جَمَلْ
لَا بَاْسَ بِالْمَوْتِ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ

۳۴- ذرا ٹھہر جا تاکہ لڑائی میں ایک اور شخص پہنچ جائے وقت آ گیا تو موت سے کیا ڈر ہے۔

(ابن ہشام و ترمذی)

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دولتِ اسلام قبول کر لینے کے وقت جب زیادہ ستایا گیا تو حسبِ ذیل اشعار پڑھے:

۳۵- اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَجَلِیْلٌ

۳۵- آہ کیا پھر کبھی وہ دن آ سکتا ہے کہ میں مکہ کی وادی میں بسر کروں ایک رات اور میرے

پاس اذخر جلیل ہوں۔

۳۶۔ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ ۔ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ (بخاری)

۳۶۔ اور کیا وہ دن بھی ہوگا کہ میں مجنّہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ وطفیل مجھ کو دکھائی دیں۔ (بخاری)

داخلہ مکہ کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ حضور کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

۳۷۔ خَلُّوْا بَنِيْ الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔ اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ ۔

۳۷۔ کافرو حضور کے سامنے سے ہٹ جاؤ آج حضور کے اترنے پر تو ہم تلوار کا وار کریں گے

۳۸۔ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهٖ ۔ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهٖ (شمائل ترمذی)

۳۸۔ وہ وار جو سر کو خوابگاہ سر سے الگ کر دے اور دوست کے دل سے دوست کی یاد بھلا دے۔ (شمائل ترمذی)

اس قسم کے اشعار کتب احادیث و سیر میں بکثرت موجود ہیں کتاب کی ضخامت کے باعث ہم نے مختصراً ہی تحریر کئے ہیں جن سے یہ حقیقت بھی بخوبی واضح ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور کی حیات میں کس قسم کے شعر فرماتے تھے اس کے بعد بھی نعت و مناقب کو بدعت سیئہ کہنا کتب احادیث و سیر سے بے خبری کا نتیجہ ہے بلاشبہ نعت و مناقب کا سلسلہ باعث برکت ہے۔ ہم لوگ اپنے یہاں کی مجالس میں ایسے اشعار جو خلاف شرع ہوں نہیں پڑھنے دیتے اب اگر کسی جگہ ہمارے علم کے بغیر کوئی جاہل کچھ لکھے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ لیکن الحمد للہ مدینۃ الاولیاء بدایوں جو ہمیشہ سے خصوصیات علمی میں نمایاں اور مشہور رہا ہے۔ آج بھی یہاں نعت و مناقب کے بلند پایہ اصحاب موجود ہیں جو ادب و احترام کے ساتھ تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے نعت و مناقب لکھتے ہیں اور سامعین کو عشق نبویہ سے گرما دیتے ہیں۔

علمائے متقدمین کے فتاوے متعلق میلاد نبویہ

ذیل میں ہم علمائے متقدمین کے وہ فتاوے جو مجلس میلاد نبویہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً دیئے گئے ہیں درج کرتے ہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

۱۔ ثُمَّ لَا يَزَالُ اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِي سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْكِبَارِ يَحْتَفِلُوْنَ فِي شَهْرِ مَوْلِدِهٖ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ فَضْلٌ عَمِيْمٌ۔

۱۔ پھر ہمیشہ کرتے رہے (یہ مولود نبویہ) اہلِ اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مجالسِ مولود ربیع الاول کے مہینہ میں تغنی سے پڑھتے تھے اور ظاہر ہوتے ہیں ان لوگوں پر برکات مولود شریف سے اور ہر طرح کا فضل عام ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

۲۔ فَيُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ۔

۲۔ حضور کی ولادت پر اظہارِ شکر کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔

امام ابو الخیر سخاوی حافظ الحدیث فرماتے ہیں:

۳۔ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ فَضْلٌ عَظِيْمٌ۔

۳۔ یعنی اہل مولد پر اس عمل کی برکت سے فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

استاد القراء محمد بن جزری فرماتے ہیں:

۴۔ مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ۔

۴۔ یعنی اس مجلسِ شریفہ کے خواص سے ہے کہ وہ تمام سال کے لیے امن وامان اور حصولِ مغفرت کے لیے بشارت عاجلہ ہے۔

علامہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ملک فرماتے ہیں:

۵۔ مَوْلِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَجَّلٌ مُكَرَّمٌ اِلٰى اَنْ قَالَ فَمِنَ الْمُنَاسِبِ اِظْهَارُ السُّرُوْرِ وَاِنْفَاقُ الْمَيْسُوْرِ وَاِجَابَةُ مَنْ دَعَاهُ رَبُّ الْوَلِيْمَةِ لِلْحُضُوْرِ۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک معظم ومکرم ہے تو خوشی ظاہر کرنا اور جو میسر آئے صرف میں لانا اور صاحب مجلس جسے بلائے اسے جانا مناسب ہے۔

علامہ صدر الدین بن عمر شافعی فرماتے ہیں:

٦- ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

٦- انسان کی اپنی نیت کے موافق اظہار سرور و فرحت مولد میں ثواب دیا جاتا ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

٧- یستحب لنا ایضا اظہار الشکر بمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذالک من وجوہ القربات واظہار المسرات۔

٧- یہ بھی ہمارے حق میں مستحب ہے کہ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر کریں جمع کر کے کھانا کھلائیں اور اس کی مثل دوسرے اعمال قربت و اظہار فرحت و سرور سے بجالائیں۔

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

٨- رحم اللہ امرأ اتخذ لیالی اشہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علی من فی قلبہ مرض وعناد۔

٨- اس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو ماہ مبارک کی راتوں کو عید ٹھہرائے تاکہ جس کے دل میں بیماری و عناد ہے اس پر گراں اور سخت گذرے۔

امام نووی فتح المبین میں فرماتے ہیں:

٩- قال شیخنا الامام ابو شامۃ ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظہار للنعمۃ والسرور فان ذالک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

٩- کہا ہمارے شیخ ابو شامہ نے کہ بہترین بدعات حسنہ میں یہ ہے کہ کی جاتی ہے ہر سال اس دن میں جو یوم ولادت ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیرات اور معروف اور اظہار نعمت و خوشی جس سے نفع پہنچتا ہے فقیروں، محتاجوں کو دوسرے اس فعل کے کرنے والے کے قلب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت پیدا ہوتی ہے اور حضور کی پیدائش و ایجاد پر جنہیں خدا نے رحمت عالم بنا کر بھیجا شکر مقصود ہے۔

ملا علی قاری کتاب مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۰- بَلْ يَحْسُنُ فِي أَيَّامِ الشَّهْرِ كُلِّهَا وَلَيَالِيهِ

۱۰- بلکہ بہتر ہے اس میلاد کا کرنا کل دنوں اور راتوں میں۔

اس کے بعد آپ ابن جماعہ کا قول نقل کرتے ہیں:

كَانَ يَقُولُ لَوْ تَمَكَّنْتُ عَمِلْتُ بِطُولِ الشَّهْرِ كُلَّ يَوْمٍ مَوْلِدًا۔

اگر مجھے مقدور ہوتا تو مہینہ بھر تک ہر روز مولود کرتا۔

صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں:

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيبِ عُنْصُرِهِ
يَا طِيبَ مُبْتَدَإٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ

ظاہر کر دیا آپ کی ولادت نے آپکے عنصر کی پاکی و خوبی کو
مرحبا کیا اوّل و آخر پاکیزگی ہے

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں تحریر کرتے ہیں:

۱۱- كُنْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ الْمُعَظَّمَةِ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ وِلَادَتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَذْكُرُونَ إِرْهَاصَاتِهِ الَّتِي ظَهَرَتْ فِي وِلَادَتِهِ وَمُشَاهَدَاتِهِ قَبْلَ بَعْثَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ أَنْوَارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَاحِدَةً لَا أَقُولُ إِنِّي أَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ وَلَا أَقُولُ أَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الرُّوحِ فَقَطْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ الْأَمْرُ بَيْنَ هٰذَا وَذَاكَ فَتَأَمَّلْتُ تِلْكَ الْأَنْوَارَ فَوَجَدْتُهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِينَ بِأَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَشَاهِدِ وَبِأَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَأَيْتُ تَخَالُطَ أَنْوَارِ الْمَلَائِكَةِ بِأَنْوَارِ الرَّحْمَةِ۔

۱۱- میں اس مجلس میں حاضر تھا جو مکہ معظمہ میں حضور کی ولادت کے دن مولد نبوی میں ہوئی تھی لوگ درود پڑھتے اور حضور کا ذکر خیر کر رہے تھے۔ ناگاہ میں نے کچھ انوار دیکھے کہ دفعتاً بلند ہوئے میں نہیں کہتا کہ میں نے ان کو بدن کی آنکھوں سے دیکھا نہ یہ کہوں کہ فقط روح کی بصر سے دیکھا خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیا کیفیت تھی میں نے ان انوار میں تامل کیا تو وہ انوار ان فرشتوں کے پائے جو ایسی مجالس و مشاہد پر موکل ہیں اور انوار ملئکہ انوار رحمت الٰہی سے ملے ہوئے دیکھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب اپنے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کا حسب ذیل واقعہ کتاب انتباہ میں نقل فرماتے ہیں:

۱۲- كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً

۱۲- میں ایام مولد میں حضور کی نیاز کرایا کرتا تھا۔

بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ فِیْ سَنَۃٍ مِنَ السِّنِیْنِ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمِّصًا مَقْلِیًّا فَقَسَمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہٖ الْحِمَّصُ مُتَبَہِّجًا بَشَّاشًا۔

ایک سال بھنے ہوئے چنے کے سوا کچھ میسر نہ آیا میں نے وہی لوگوں پر تقسیم کر دیئے حضور کی زیارت سے مشرف ہوا تو دیکھا کہ وہ بھنے ہوئے چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور پاک شاد و مسرور ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبد الغنی صاحب محدث کا عقیدہ

شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی جو محدثین میں اپنی جگہ بلند پایہ رکھتے ہیں اور جن سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی کتابیں پڑھیں اپنے رسالہ شفاء السائل میں تحریر کرتے ہیں :

"حق آنست کہ نفس ذکر ولادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سرور و فاتحہ نمودن ایصال ثواب بروح پر فتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما تصریح نمودہ اند الخ۔"

پس ان تمام حوالہ جات و دلائل کے بعد ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ذکر ولادت نبویہ یا جشن میلاد پاک بتعیین یوم کرنا ہر طرح مستحب اور امر مستحسن ہے جسے علمائے متقدمین نے اصول شرعیہ کے تحت قائم و باقی رکھا ہے ذکر میلاد پاک ہرگز شعار کفار یا تشبیہ مشرکین نہیں جیسا کہ بعض منکرین ذکر ولادت شریفہ نے لکھا اور کہا تشبیہ اس امر میں مکروہ ہوتی ہے جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو۔

مجالس شریفہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ آیات قرآنیہ ادب و احترام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ مجلس کی آرائش کی جاتی ہے۔ عطر و پھول تقسیم ہوتا ہے۔ محفل کو خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے اور آخر میں ایصال ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ امور ہر طرح باعث برکت ہیں ان کو کنھیا وغیرہ کے جنم سے معاذ اللہ تشبیہ دینا ضلالت و بیدینی اور عداوت رسول کی دلیل ہے۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ سرکار ابد قرار روحی لہ الفدا

کے یوم ولادت پر اظہار سرور و شکر کرے اور پورے ادب و احترام کے ساتھ مجالس کیا پڑھی جائیں پڑھنے والے باوضو ہوں اور حتی الامکان سامعین بھی نیز یہ کہ نعت نبویہ پڑھنے والے متشرع ہوں۔

ضروری ہے کہ تمام محافل و مجالس میں ذکر ولادت نبویہ پڑھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے دیکھا جا رہا ہے کہ سیرت کے نام سے جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو سکے ذکر ولادت نبویہ نہ ہو چنانچہ جس قدر جلسے اس طرح کے ہوتے ہیں ان میں ایک مقرر بھی حضور کے ذکر ولادت کو نہ پڑھتا ہے اور نہ اسے اچھا سمجھتا ہے۔ ان حالات کے بعد مناسب یہ ہے کہ ان شرکت سے یا تو احتراز کیا جائے یا آخر میں ذکر ولادت نبویہ ہو تو شرکت کی جائے۔

مسئلہ قیام

مجالس نبویہ میں قیام کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب اور باعث برکت ہے قیام تعظیمی کی شرع میں نہی موجود نہیں ہے۔ علامہ شامی اور جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ پس قیام مولد النبویہ امر مباح ہے بدعت سیئہ نہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے بھی قیام امر مستحب ہے اس کا شرک و کفر ظاہر کرنا گمراہی اور نادانی ہے کیونکہ شرک کے جو معنی کتب عقائد میں درج ہیں وہ یہ ہیں کہ:
کسی کو خدائی میں شریک کرے جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود وغیرہ سمجھنا۔ بلاشبہ حضور کی ولادت شریفہ خدا کی عظیم الشان نعمت ہے اور خدا کی اس نعمت پر کھڑے ہو کر اس کا شکر ادا کرنا اور نعمت کی تعظیم گویا منعم کی تعظیم ہے۔

مسئلہ قیام اور قرآن حکیم

قرآن حکیم میں عظمت و توقیر حضور سرور کائنات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات موجود ہیں جو ہم سابق اوراق میں درج کر چکے ہیں۔
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورۃ فتح) کی آیت ہمارے عقیدہ کی بیان ہے اور

یہ سب کچھ عظمت و توقیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے ہے اس کی مخالفت کے یہ معنی ہیں کہ منکرین حضور کی عظمت و توقیر کے قائل نہیں۔

مسئلہ قیام اور احادیث

کسی کی تعظیم و توقیر کے لیے کھڑا ہونا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے بطور مثال چند احادیث یہاں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ مَعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بُیُوْتَ بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور ہم سے باتیں کرتے تھے جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ کو اپنی ازواج مطہرات کے مکانات میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیتے۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذَا اَتَتْ قَامَ اِلَیْهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اِلَیْهَا فِیْ مَجْلِسِهَا قَامَتْ لَهٗ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ۔

۲۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نہ دیکھا میں نے کسی کو زیادہ مشابہ حضور کی روش اور نیکی میں فاطمہ کی طرح وہ کھڑی ہوتیں تو حضور ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ انہیں بٹھاتے اور جب حضور پاک تشریف لاتے تو حضرت بی بی فاطمہ کھڑی ہو جاتیں اور حضور کو چومتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ بٹھاتیں۔

حضور پاک نے سعد بن معاذ کی تعظیم کے واسطے فرمایا:

قُوْمُوْا اِلٰی خَیْرِكُمْ اَوْ سَیِّدِكُمْ
(بخاری و مسلم بروایت ابو سعید خدری)

جو تم میں بہتر ہے اور تمہارا سردار ہے اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

ہم جیسا کہ اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ولادت نبویہ کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور کی تعظیم کرنا ہے۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ بعد وصال بھی امتِ محمدیہ پر آپ کا ادب و احترام کرنا فرض ہے یا نہیں۔ حضرات مفسرین و محدثین کرام نے پورے دلائل سے اس کو ثابت کر دیا ہے کہ امتِ محمدیہ پر بعد وصال بھی حضرت کا ادب و احترام فرض ہے جیسا کہ ہم حیات النبی کے عنوان میں تفصیل سے تمام مواد درج کر چکے ہیں۔ یہاں ایک اور واقعہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقل کرتے ہیں۔

جب آپ کے یہاں طلبہ کا ہجوم ہو گیا تو تجویز ہوا کہ کوئی ایک فاضل مسجد نبویہ میں بلند آواز سے تقریر سنا دیا کرے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا:

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔

جو صورت تعظیم حالت حیات میں فرض تھی وہی آج بھی فرض ہے۔ غرض اس مسئلہ پر اجماع امت ہے۔

موجودہ دور کے اگر چند لوگ یا کوئی مدرسہ اس کی مخالفت کا مدعی ہو کر تبلیغ کرے تو وہ ناقابل قبول ہے۔

علامہ قاضی عیاض حدیث نقل فرماتے ہیں:

وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحٌ ۔	جس بات کو مسلمان (یعنی علمائے امت) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جسے وہ برا جانیں وہ خدا کے نزدیک بری ہے ۔
مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ ۔ (مسلم شریف)	جس نے جاری کیا اسلام میں طریقہ نیک پھر اس کے بعد اس طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائیگا اس شخص کے واسطے اجر اس قدر کہ جس قدر اب عمل کرنے والوں کو اس کے بعد ہوگا اور ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ گھٹا کر اسے نہ دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب دیگا۔

مسئلہ قیام پر علامہ حلبی کی ضروری توجیہہ

وَالقِیَامُ لَمْ یُشْرَعْ عِبَادَۃً وَحْدَہٗ وَذٰلِکَ لِاَنَّ السُّجُوْدَ غَایَۃُ الْخُضُوْعِ حَتّٰی لَوْ سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یَکْفُرُ بِخِلَافِ الْقِیَامِ۔

یعنی قیام فی نفسہٖ عبادت نہیں (نہ عبادت و نماز کے ساتھ اس کو خصوصیت) اور یہ اس لیے ہے کہ سجدہ غایۃ خضوع ہے اگر غیر اللہ کو کیا جائے کفر ہوگا بخلاف قیام کے۔

افسوس کہ مانعین ذکر میلاد پاک قیام کی مخالفت کرتے ہیں جس میں ادب و توقیر نبویہ مقصود ہوتی ہے مگر حکام مجاز کی تعظیم اور بندے ماترم کے ترانہ کے وقت مشرکین کے ساتھ تعظیماً کھڑے ہونے کو قومی معمول سمجھتے ہیں۔ العیاذ للہ۔

مسئلہ قیام پر ائمہ و علمائے متقدمین کے فتاوے

۱۔ قَالَ الْاِمَامُ الْبَرْزَنْجِیُ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِیَامَ عِنْدَ ذِکْرِ مَوْلِدِہِ الشَّرِیْفِ اَئِمَّۃٌ ذَوُوْ رِوَایَۃٍ وَّ رَوِیَۃٍ فَطُوْبٰی لِمَنْ کَانَ تَعْظِیْمُہٗ غَایَتَہٗ وَمَرْمَاہُ۔

۱۔ کہا امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذو روایت درویہ نے بوقت ذکر ولادت آنحضرت کے قیام کو مستحسن سمجھا ہے۔ پس اس شخص کو بشارت ہو جس نے حضور کی تعظیم کو اپنی غایت مراد و مقاصد سمجھا۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

۲۔ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ عِنْدَ ذِکْرِہِ النَّبِیِّ اَنْ یَتَوَقَّرَ وَیَاخُذَ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَ اِجْلَالِہٖ۔

۲۔ یعنی ہر مومن پر واجب ہے کہ جب آنحضرت کا ذکر کیا جائے تو آپ کی تعظیم و توقیر کرے اور آپ کی بزرگی و ہیبت اپنے دل میں بٹھائے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

۳۔ تَعْظِیْمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَمِیْعِ اَنْوَاعِ التَّعْظِیْمِ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا مُشَارَکَۃُ اللّٰہِ

۳۔ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی تعظیم جس میں الوہیت کی مشارکت نہ ہو ان لوگوں کے

فِی الْاِدْهِیَتِهٖ اَمْرٌ مُّسْتَحْسَنٌ عِنْدَ مَنْ نَوَّرَ اللّٰہُ اَبْصَارَهُمْ۔

نزدیک جن کی آنکھوں کو خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا ہے ایک امر مستحسن ہے۔

شاہ ولی صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں:

۴ - وَذِکْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّعْظِیْمِ وَطَلَبُ الْخَیْرِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ حَقِّہٖ اٰلَۃٌ صَالِحَۃٌ لِلتَّوَجُّہِ۔

۴ - یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تعظیم و ادب کے ساتھ کرنا اور آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہے آپ کی توجہ کیلئے۔

مجالس ذکر میں حضور کی تشریف آوری

یہ سمجھنا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجالس شریفہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بعید از قیاس نہیں ہے۔ روایات و درایات اس پر شاہد ہیں۔ ارواح انبیاء و صلحا کا چلنا پھرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جانا ثابت ہے جیسا کہ ہم بالتفصیل حیوٰۃ النبی کے عنوان میں درج کر چکے ہیں۔ حدیث معراج میں جسے مشکوٰۃ میں مفصلاً ذکر کیا ہے حضرات انبیاء کرام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور کی اقتدار وغیرہ کا حال ثابت ہے اسی لیے ائمہ دین نے مجالس ذکر کے ادب کو ضروری ٹھہرایا۔

علامہ زرقانی تنویر میں فرماتے ہیں:

۱ - لَا یَمْنَعُ رُؤْیَۃَ ذَاتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ سَائِرَ الْاَنْبِیَاءِ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَاُذِنَ لَهُمْ فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ لِلتَّصَرُّفِ فِی الْمَلَکُوْتِ الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ۔

۱ - نہیں ممنوع ہے یہ بات کہ نظر آجائے ذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متشکل بجسد و روح اس واسطے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی روحیں بعد وفات ان کو پھر مل گئیں کہ وہ قبور سے نکل کر عالم بالا اور عالم تحت میں تصرف فرمایا کریں۔

علامہ سیوطی انباہ الاذکیا میں فرماتے ہیں:

۲ - اَلنَّظْرُ فِیْ اَعْمَالِ اُمَّتِہٖ وَالْاِسْتِغْفَارُ

۱ - یہ بات آثار و احادیث سے ثابت ہے کہ

لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ وَالدُّعَاءُ بِكَشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ وَالتَّرَدُّدُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ بِحُلُولِ الْبَرَكَةِ فِيهَا وَحُضُورِ جَنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِ أُمَّتِهِ فَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمُوْرَ مِنْ أَشْغَالِهِ كَمَا وَرَدَتْ بِذٰلِكَ الْأَحَادِيْثُ وَالْآثَارُ۔

آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلا کے لیے دعا فرماتے ہیں اور حدود زمین میں پھرتے ہیں۔ برکت دیتے ہوئے جب امت کا کوئی صالح آدمی مرے اس کے جنازہ میں تشریف لاتے ہیں۔ یہ امور آپ کے اشغال ہیں۔

صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

۳۔ وَالرَّسُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ الْخِيَارُ فِيْ طَوَافِ الْعَالَمِ مَعَ أَرْوَاحِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَقَدْ رَاٰهُ كَثِيْرٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ۔

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارواح صحابہ کے ساتھ تمام عالموں میں پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیاء کرام نے آپ کو دیکھا۔

شاہ ولی اللہ صاحب درثمین میں تحریر فرماتے ہیں:

۴۔ أَخْبَرَنِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَيْخُ السَّيِّدِ عَبْدُ اللّٰهِ الْقَارِيْ قَالَ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ عَلٰى قَارِيْ زَاهِدٍ كَانَ يَسْكُنُ فِي الْبَرِّيَّةِ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ إِذْ جَاءَ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ يَقْدُمُهُمْ سَيِّدُهُمْ فَاسْتَمَعَ قِرَاءَةَ الْقَارِيْ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ أَدَّيْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ بِذٰلِكَ الَّذِيْ فَأَخْبَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمْ الْبَارِحَةَ أَنَّهُ سَيَذْهَبُ إِلَى الْبَرِّيَّةِ الْفُلَانِيَّةِ لِاسْتِمَاعِ قِرَاءَةِ قَارِيْ هُنَالِكَ فَعَلِمْنَا أَنَّ السَّيِّدَ الَّذِيْ كَانَ يَقْدُمُهُمْ

۴۔ یعنی خبر دی مجھے میرے سردار والد نے اور کہا انہوں نے خبر دی مجھے شیخ سید عبداللہ قاری نے کہا سید عبداللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری سے جو جنگل میں رہتا تھا۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک عرب کے آدمی آئے ان کا سردار آگے تھا اس نے قاری کا پڑھنا سنکر فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے تو نے قرآن کا حق ادا کیا پھر چلے گئے اور ایک دوسرا آدمی انہیں عرب والے کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سننے جائیں گے جب اس نے

هُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدْ رَأَیْتُہٗ بِعَیْنَیَّ ھَاتَیْنِ۔

بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا۔

صلوٰۃ وسلام اور قرآنِ کریم

بوقتِ ذکرِ ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحسن ہے اگر یہ سمجھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے کہ حضور پاک سماعت فرما رہے ہیں تب بھی صحیح ہے ولادت پر سلام بھیجنے کے متعلق قرآن کریم میں چند آیات ہیں جنہیں ہم یہاں درج کرتے ہیں:

۱۔ سَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا (سورہ مریم)

۱۔ ان پر سلام ہو جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن اٹھائے جائیں گے زندہ کر کے۔

۲۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ (مریم)

۲۔ مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں انتقال کروں گا اور جس دن اٹھایا جاؤں گا زندہ کر کے۔

۳۔ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (نمل)

۳۔ سلام ہے اس کے بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا۔

۴۔ سَلٰمٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ۔ (صفت)

۴۔ سلام ہو جیو اگل یاسین پر۔

۵۔ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ (صفت)

۵۔ سلام ہو جیو نوح پر سارے جہان والوں میں۔

۶۔ سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ (صفت)

۶۔ سلام ہو ابراہیم پر۔

۷۔ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (صفت)

۷۔ سلام ہو پیغمبروں پر۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابو داؤد و بیہقی سے ذیل کی حدیث نقل فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ

يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں ۔

امت کے اعمال پیش کیے جانے کے متعلق مسئلہ حیات النبی کے عنوان میں ہم نے بہت سی احادیث نبویہ و اقوال شریفہ پیش کر دئیے ہیں اس لیے اس عنوان کی بحث کو مختصراً درج کر کے ختم کرتے ہیں ۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہر طرح باعث برکت اور آیات وحدیث کے مطابق ہے ۔ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآنی موجود ہے جو مجالس کے علاوہ نماز تک میں پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ مخاطب کر کے پڑھتے ہیں ۔ پھر جو آیات سلام ہم نے اوپر درج کیں وہ ہر طرح کافی ہیں ۔ مدینہ منورہ میں باوجود اشرار شریفہ کے بے حرمتی کے آج بھی نمازوں کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا "معمول" باقی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ الی یوم القیام باقی رہے گا ۔

نشانِ قدم اور وہ تبرکات جو حضور پاک سے منسوب ہیں

یہ امر محقق ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکار ابد قرار سے اس درجہ محبت تھی کہ ہر وہ شے جو حضور سے منسوب ہوتی اس کی حرکت کرتے ان کے اس طرز عمل کو حضرات اولیاء اللہ نے نقش راہ بنایا اور تبرکات نبویہ کا احترام ضروری جانا ۔ خود رب العزت نے مکہ و مدینہ کی خاک کی قسمیں کھائیں چنانچہ صاف طور پر فرما دیا

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۔

یہی سبب ہے کہ اکثر و بیشتر قدیم خانوادہ ہائے طریقت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات و ماثر نسلاً بعد نسل محفوظ چلے آ رہے ہیں اور اعراس شریفہ کے موقعوں پر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ۔ فقیر کے یہاں بھی مستند و قدیم تبرکات شریفہ محفوظ ہیں جن کی زیارت اجداد کبار کے عرسوں پر ہوتی ہے ۔ جہاں تک اس عنوان کی علمی تحقیق کا تعلق ہے صحیح احادیث سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس طرح آپ کے اور معجزات ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پائے مبارک کا نشان پتھر کے اندر جذب ہو کر نمایاں ہوا ۔ علامہ حافظ عبداللہ دمشقی اپنی کتاب موارد الانوار میں تحریر فرماتے ہیں

١- وَاَمَّا مُعْجِزَةُ اَثَرِ قَدَمِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَدْ بَلَغَتْ عِنْدِيْ مَبْلَغَ الشُّهْرَةِ اَدَلَّ الْمُنْكِرُ لَمْ يَنْظُرْ اِلٰى كُتُبِ السِّيَرِ

٢- عَنْ قَاسِمِ الْقُرْطُبِيِّ اَنَّ مُعْجِزَةَ اَثَرِ قَدَمَيْهِ عَلَى الصَّخْرَةِ مُعْجِزَةٌ بَاهِرَةٌ قَدْ اَثْبَتَهَا الْمُحَقِّقُوْنَ فِيْ تَصَانِيْفِهِمْ مِنَ الثِّقَاتِ وَمَا تَكَلَّمَ بَعْضُ الْجَهَلَةِ الْاَعْوَرِ الْمُتَنَاضِلِ عَلٰى عَدَمِ السَّنَدِ لِهٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ فَهُوَ مِنْ فَرْطِ جَهْلِهِ وَعَدَمِ مُمَارَسَتِهِ بِرِوَايَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ الْمَاهِرِيْنَ لِلْآيَاتِ وَالرِّوَايَاتِ ـ

٣- قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ الْحَافِظُ لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ مَالَ رَاْسُهُ اِلَى الْجَبَلِ لِيَخْفٰى شَخْصُهُ عَنْهُمْ فَاَلَانَ اللّٰهُ تَعَالَى الْجَبَلَ حَتّٰى اَدْخَلَ رَاْسَهُ وَاسْتَرَاحَ اِلٰى حَجَرٍ مِنْ جَبَلٍ فَلَانَ لَهُ حَتّٰى اَثَّرَ فِيْهِ بِذِرَاعِهِ وَسَاعِدِهِ وَذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ يَقْصِدُهُ الْحَاجُّ وَيَزُوْرُوْنَهُ وَصَارَتْ صَخْرَةُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَهَيْئَةِ الْعَجِيْنِ فَرَبَطَ بِهَا دَابَّتَهُ وَالنَّاسُ يَلْتَمِسُوْنَ بِذٰلِكَ الْمَوْضِعِ التَّبَرُّكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ـ (وفاء الوفاء)

١- یعنی حضور کا معجزہ نقش قدم میرے نزدیک شہرت کو پہنچ چکا ہے شاید منکر نے کتب سیر کو نہیں دیکھا۔

٢- یعنی پتھر پر حضور کے قدم مبارک کے نشان ہونے کا معجزہ ظاہر ہے۔ محققین نے اپنی کتابوں میں ثقہ راویوں سے ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے کج بحثی سے اس مسئلہ میں کچھ لکھا وہ سبب ان کی زیادتی جہل اور آیات و احادیث سے ناواقفیت کا ہے۔

٣- کہا ابو نعیم حافظ نے جب کہ داخل ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں حضور نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا تاکہ مستور فرمائیں اپنی صورت و تشخص کو ان سے پس نرم کر دیا خدا نے پہاڑ کو یہاں تک کہ داخل فرمایا۔ حضور نے سر مبارک اور آرام فرمایا پس نرم ہو گیا پتھر حضور کے لیے یہاں تک کہ پتھر میں آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان ہو گیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ حاجی لوگ اس کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں اور شب معراج میں پتھر بیت المقدس کا خمیر آٹے کی طرح ہو گیا پس باندھا حضور نے اس سے اپنا براق اور لوگ آج تک اس مقام مبارک کو بغرض زیارت تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ كَتَبَ أَبُو الشُّجَاعِ الْبَلْخِيُّ الْمَالِكِيُّ تَحْتَ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فِي تَفْسِيرِ دُرِّ الْمَكْنُونِ ظَهَرَ أَثَرُ قَدَمَيْهِ فِيهِ كَمَا ظَهَرَ فِي الْعَجِينِ فَهٰذِهٖ مُعْجِزَةٌ ظَاهِرَةٌ أَتَى بِهَا الْخَلِيلُ بِعِنَايَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحُسْنِ تَوْفِيقِهٖ وَلَا طَاقَةَ لِاَحَدٍ مِنَ الْبَشَرِ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهَا إِلَّا مَنِ اخْتَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالنُّبُوَّةِ وَأَمَّا مَا أَتٰى بِهٖ حَبِيبُهُ مُحَمَّدٌ فَهُوَ أَبْلَغُ وَأَعْلٰى مِنْهُ لِأَنَّهُ ظَهَرَ أَثَرُ قَدَمَيِ الْخَلِيلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَى الْحَجَرِ مَرَّةً وَاحِدَةً حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلٍ وَقَدْ ظَهَرَ أَثَرُ قَدَمَيْ حَبِيبِهٖ عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرٰى نَاعِلًا وَغَيْرَ نَاعِلٍ بَلْ أَثَرُ حَافِرِ بَغْلَتِهٖ أَيْضًا فَكَمَا أَثَرُ قَدَمَيْ خَلِيلِهٖ تَعَالٰى عَلَى الْحَجَرِ لَمْ يُمْحَ وَلَمْ يَضْمَحِلَّ مِنْ أَيْدِي الْكُفَّارِ كَذَا أَثَرُ قَدَمَيْهِ حِينَ رَكِبَ الْبُرَاقَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ۔

۴۔ ابوشجاع بلخی مالکی نے آیۃ واتخذوا میں مقام ابراہیم کے تحت تفسیر درمکنون میں تحریر فرمایا۔ ظاہر ہوا حضرت ابراہیم کے قدموں کا نقش اس میں جیسا کہ ظاہر ہوا خمیر میں پس یہ معجزہ ظاہرہ حضرت خلیل لائے۔ اللہ کی عنایت اور اس کی توفیق خیر سے اور کسی انسان میں طاقت نہیں کہ ایسے معجزہ کو لائے مگر جسے اللہ تعالیٰ نبوت سے خاص فرمائے لیکن وہ کہ للائے حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کو پس وہ اس سے ابلغ و اعلیٰ ہے اس واسطے کہ ظاہر ہوا حضرت ابراہیم کے دونوں قدموں کا پتھر پر صرف ایک بار اور ظاہر ہوا حضور کے قدموں کا اثر پتھر پر بار بار یکے بعد دیگرے جوتے پہنکر بھی اور برہنہ پا بھی بلکہ نشان ہوا آپ کے خچر کے سم کا پتھر پر جسطرح حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کا اثر کفار کے ہاتھ سے نہ مٹا اور نہ مضمحل ہوا اسی طرح نہ مٹا حضور کا نقش قدم جب کہ سوار ہوئے براق پر معراج کی شب میں۔ (تفسیر درمکنون)

اسی طرح امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابیؒ۔ محمد بن مالکی اسحٰق بن ابراہیم معاویہ بن صالح ثعلبی طرطوسی بیہقی ابونعیم بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ کوفی، امام ابراہیم نخعی شرف الدین ابوعبد اللہ فاضل صاحب بیہقی ہمزیہ وغیرہم نے دلائل قویہ سے نشان قدم کے ثبوت میں کافی مواد یکجا کر دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن صفوری کے قصیدہ کا یہ شعر بھی کیا خوب ہے۔

هٰذَا الَّذِيْ إِنْ مَشٰى فِي الرَّمْلِ لَا أَثَرُ
يُرٰى لَهٗ وَيُرٰى فِي الصَّخْرِ وَالْجَبَلِ

یہی وہ ہے کہ اگر ریت پر چلتا تو ریت میں اثر نہ دیکھا جاتا اور پتھر پہاڑوں پر اثر دیکھا جاتا حافظ شیرازی بھی اس موقع کے لیے خوب فرما گئے ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ گہِ صاحب نظراں خواہد بود

اس سلسلہ میں جی چاہتا تھا کہ حضرات اکابر اولیاء اللہ و علمائے دین کے مشاہدات و واقعات درج کروں کیونکہ ترتیب کے وقت کتابوں کے انبار سامنے ہیں مگر کتاب کی ضخامت مانع ہے۔

آبِ وضو کی تعظیم

ہم جیسا کہ اوپر کہہ آئے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر اس شے کو جسے حضور سے نسبت ہوتی، عزیز و محترم سمجھتے تھے۔ ذیل میں عنوان کے تحت ضروری معمولات اور طریقے درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّةَ وَھُوَ بِالْاَبْطَحِ مِنْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ بِوَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِکَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ۔

۱۔ ابی جحیفہ سے مروی ہے دیکھا میں نے حضور پاک کو مکہ میں، آپ مقام ابطح کے خیمہ سرخ چرمی میں رونق افروز تھے۔ حضرت بلال آپ کے آبِ وضو کو تبرکاً لے رہے تھے اور لوگ بھی اس پانی کو تبرکاً لینے کے لیے دوڑ رہے تھے۔ جس کو وہ پانی مل گیا وہ اپنے منہ اور جسم پر ملتا، جس کو نہ ملتا تو وہ اس شخص کے ہاتھ کی تری کو لے کر ملتا۔

اسی طرح کے واقعہ کو دیکھ کر عروہ بن مسعود نے جو قریش کی طرف سے حدیبیہ میں مصالحت پر گفتگو کرنے آئے تھے، اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے اصحابِ محمدؐ کو ان کا جو ادب کرتے ہوئے دیکھا وہ شاہِ حبش، قیصر و کسریٰ شاہِ ایران کے دربار میں بھی نہ دیکھا

امام محمد رباوی جامع المعجزات میں نقل فرماتے ہیں:۔

۲۔ رُوِیَ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخَذَ

۲۔ مروی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

شَعْرَتَيْنِ مِنْ لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ فِيْ بَيْتِهٖ تَبَرُّكًا فَسَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ بَيْتِهٖ صَوْتَ الْقُرْاٰنِ بِاَحْسَنِ الْاَصْوَاتِ وَطَلَبَ الْقَارِيَ وَلَمْ يَجِدْ اَحَدًا حَتّٰى اَتٰى اِلٰى مَوْضِعِ الشَّعْرَتَيْنِ فَسَمِعَ الْقُرْاٰنَ عِنْدَهُمَا فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى شَعْرِيْ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ عِنْدَهٗ۔

نے حضور کی داڑھی کے دو بال اپنے گھر میں تبرکا رکھ دیے اور اپنے گھر میں قرآن کو اچھی آواز سے پڑھتے ہوئے سنا۔ پڑھنے والے کو تلاش کیا مگر وہاں کسی پڑھنے والے کو نہ پایا، یہاں تک کہ جس جگہ موئے مبارک رکھے تھے وہاں آئے تو اس کے قریب قرآن کریم کو سنا۔ پس آپ حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تم نہیں جانتے کہ فرشتے ہمارے بالوں پر مجتمع کیے گئے ہیں اور ان کے نزدیک قرآن پڑھتے ہیں۔

* * *

تبرکات سے شفا

بخاری شریف میں ہے :۔

۳۔ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَاَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ اُغْمِيَ فَتَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۔ ابن منکدر سے مروی ہے انھوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بیمار تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ پیادہ پا عیادت کے لیے تشریف لائے تو مجھے بیہوش پایا۔ حضور نے وضو فرما کر وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا۔ میں ہوش میں آگیا تو حضور کو رونق افروز پایا۔

حضور کے پیالہ کی تعظیم

بخاری شریف میں ہے :۔

۴۔ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ قَدَحَ

۴۔ عاصم احول سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ۔

میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم علیہ التسلیم کا پیالہ دیکھا انھوں نے کہا کہ میں نے اس پیالہ میں بارہا حضور کو پانی پلایا ہے، ابن سیرین کہا کہ اس پیالے میں ایک لوہے کا حلقہ تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال لیں، پس ابوطلحہ نے ان سے کہا جس چیز کو رسول اللہ نے بنایا ہے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرو پس آپ نے اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا۔

علامہ ابن حجر شمائل میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت انس کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سے وہ پیالہ ۸ لاکھ درہم میں خریدا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ بصرہ میں دیکھا اور اس میں تبرکاً پانی پیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جبہ تھا اس کے متعلق حدیث میں ذیل کے الفاظ ہیں۔

۵۔ إِنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً طَيَالِسَةً وَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى تَسْتَشْفِيْ بِهَا۔

۵۔ یعنی حضرت اسماء، بعد وفات حضور کے جبہ مبارکہ کو جوان کے پاس تھا، غسل دے کر مریضوں کو پلاتیں، مریض شفا پاتے۔

۶۔ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيْبِ (متفق علیہ)

۶۔ حضرت ام سلیم سے مروی ہے کہ حضور پاک ان کے یہاں آکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا، ام سلیم اس کو پونچھ کر جمع کر لیتیں اور اس کو خوشبو میں ملالیتی تھیں، حضور نے دریافت فرمایا کہ اے ام سلیم یہ کیا؟ عرض کیا کہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو خوشبو میں ملالیتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے اچھا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الطب میں عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے:۔

۷۔ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَھْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ بِقَدَحٍ مِنْ مَّآءٍ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْشَیْءٌ بَعَثَ فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ تُمْسِکُہٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّۃٍ الخ

۷۔ میرے اہل نے مجھے حضرت ام سلمہ کی خدمت میں پیالہ دے کر بھیجا۔ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہوتا، ایک بڑے برتن میں پانی لے کر حضرت ام سلمہ کے پاس بھیج دیتے۔ انھوں نے چاندی کی ایک نلی میں حضور کے موئے مبارک کو رکھ چھوڑا تھا فوراً اس کو نکال کر پانی میں غسل دیتیں، وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا۔

علامہ قاضی عیاض حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ذیل کی روایت نقل کرتے ہیں:۔

۸۔ قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قُصَّۃٌ فِیْ مُقَدَّمِ رَاْسِہٖ اِذَا قَعَدَ اَرْسَلَھَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ فَقِیْلَ لَہٗ اَلَا تَحْلِقُھَا فَقَالَ لَمْ اَکُنْ بِالَّذِیْ یَحْلِقُھَا وَقَدْ مَسَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ

۸۔ حضرت ابو محذورہ کی پیشانی کی جانب بالوں کا ایک مٹھا بندھا ہوا تھا۔ جب اسے بیٹھ کر کھولتے تھے تو وہ زمین تک لٹک جاتا، لوگوں نے کہا، تم اسے کیوں نہیں منڈواتے؟ فرماتے کیونکر منڈواؤں حالانکہ حضور نے اس کو اپنے ہاتھوں سے چھوا ہے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے بوقتِ وصال وصیت فرمائی:۔

۹۔ اِنِّیْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَۃٍ فَتَبِعْتُہٗ بِاِدَاوَۃٍ فَکَسَانِیْ اَحَدَ ثَوْبَیْہِ الَّذِیْ یَلِیْ جَسَدَہٗ فَخَبَاْتُہٗ لِھٰذَا الْیَوْمِ وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَظْفَارِہٖ وَشَعْرِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَخَذْتُہٗ وَخَبَاْتُہٗ لِھٰذَا الْیَوْمِ فَاِذَا اَنَا مِتُّ فَاجْعَلْ

۹۔ میں حضور کی صحبت و معیت سے شرفیاب ہوا، ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لیے تشریف لے گئے، میں لوٹا لے کر ساتھ ہوا۔ آپ نے وہ کرتہ جو بدن اقدس کے متصل تھا مجھے عطا فرمایا۔ میں نے آج کے لیے اسے چھپا رکھا تھا اور ایک روز آپ نے ناخن و موئے مبارک تراشے۔ میں نے لے کر اس دن کے لیے اٹھا رکھے

ذٰلِكَ الْقَمِيْصَ دُوْنَ كَفَنِيْ مِمَّا يَلِيَ جَسَدِيْ وَخُذُوْا ذٰلِكَ الشَّعْرَ وَ الْاَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِيْ فِيَّ وَعَلٰى عَيْنَيَّ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّيْ

جب میں مرجاؤں تو حضور کی قمیص شریف کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا، اور موئے مبارک اور ناخنوں کو میرے منہ آنکھوں اور پیشانی وغیرہ اور سجدہ کرنے کی جگہوں پر رکھنا۔

۱۰۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حنوط کیا ہوا مشک تھا وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے (رواہ البیہقی فی سننہ)

۱۱۔ اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضور کے موئے مبارک اور حضور کی ایک چھوٹی چھڑی کو آپ کے ساتھ دفن کیا گیا (رواہ البیہقی وابن عساکر)

غرض جمیع اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی عظمت فرماتے اور وہ تمام اشیائے مبارکہ جو حضور سے منسوب تھیں ان کا احترام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان درختوں کو نہ کاٹا جن کے نیچے بیعت الرضوان واقع ہوئی تھی۔

حضرات متقدمین علماء و مشائخ نے اصحاب کبار کے مبارک طریقوں کے مطابق ہی آثارِ شریفہ کو محترم سمجھا اور اپنے یہاں کے معمولات میں ان تبرکات کی زیارت وغیرہ کو داخل کیا، الحمد للہ! کہ یہ آثار مبارکہ آج بھی اپنے فیوض جاری کیے ہوئے ہیں۔

ان تبرکات کا احترام ہر وقت علمائے محققین کے نزدیک امت پر ضروری ہے۔ افسوس کہ جن لوگوں نے تبرکات و آثارِ شریفہ کے ساتھ شرک و بدعت کا نام لے کر گستاخیاں کیں، وہ درحقیقت محبتِ بارگاہِ رسالت سے کوسوں دور ہیں۔ محبت والوں کا وہ طریقہ نہیں، جو انھوں نے اختیار کیا۔

شدِّ رحال یعنی دُور دراز سے نیّت کر کے زیارت کے لیے آنا

متقدمین علمائے کرام نے اس امر کو بھی کافی تحقیق کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صلحاء کے مزارات پر نیت کر کے حاضر ہونا صحیح ہے۔

علمائے محققین نے آیت ذیل سے استناد فرمایا:۔

۱۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

۱۔ یعنی اگر یہ لوگ جس وقت کہ ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر، آئیں تمہارے پاس پس بخشش مانگیں اللہ سے اور بخشش مانگیں ان کے واسطے رسول اللہ، پائیں گے اللہ کو مہربان، توبہ قبول کرنے والا۔

۱۔ قَالَ ابْنُ حَجَرَ الْمَكِّيُّ فِيْ جَوَاهِرِ الْمُنَظَّمِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ دَالَّةٌ عَلٰى تَرْغِيْبِ الْمُسْلِمِيْنَ لِلسَّفَرِ وَالْمَشْيِ وَالْحُضُوْرِ فِيْ خِدْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِسْتِغْفَارِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَيْضًا دَالَّةٌ عَلَى الْحُضُوْرِ...... بَعْدَ الْاِنْتِقَالِ لِلْاِسْتِغْفَارِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ بِهَيْئَتِهِ الَّتِيْ كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ وَلَمْ يُبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ۔

۱۔ کہا ابن حجر مکی نے، یہ آیت دلالت کرتی ہے مسلمانوں کو حضور کی خدمت میں حاضری کی رغبت دلانے پر برائے طلب استغفار، اور دلالت کرتی ہے حضور کی دعائے شریفہ کے حصول کے لیے بعد وفات حاضری پر کیونکہ تحقیق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، بدن و روح کے ساتھ اور اس ہیئت کے ساتھ ہیں جیسے قبل وفات تھے، اور آپ میں کچھ تغیر بھی نہیں ہوا۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

۲۔ وَشَدُّ الرِّحَالِ اِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبٌ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوْبِ هٰهُنَا وُجُوْبُ نَدْبٍ وَتَرْغِيْبٍ وَتَاكِيْدٍ۔

۲۔ باندھنا کجاوے کا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واجب ہے اور مراد اس مقام پر واجب سے وجوب استحباب و ترغیب و تاکید ہے۔

فتح القدیر میں ہے۔

۳۔ قَالَ مَشَائِخُنَا زِيَارَةُ قَبْرِهٖ مِنْ اَفْضَلِ الْمَنْدُوْبَاتِ۔

۳۔ ہمارے مشائخ نے کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریفہ کی زیارت مستحبات میں سے بزرگ تر مستحب ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

۴۔ زِيَارَةُ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ مَنْدُوْبَةٌ

۴۔ زیارت قبر شریف مستحب ہے بلکہ بعضوں نے

بَلْ قِيْلَ وَاجِبَةٌ لِمَنْ لَهُ سَعَةٌ وَ يَبْدَءُ بِالْحَجِّ اِنْ كَانَ فَرْضًا وَيُخَيَّرُ اِنْ كَانَ نَفْلًا۔

کہا واجب ہے، اس کے لیے جو طاقت رکھتا ہو اور شروع کرے ساتھ حج کے اگر ہو فرض کا۔ اگر ہو نفل کا تو اختیار ہے۔

۵۔ وَاَخْرَجَ الدَّارَ قُطْنِيُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَآءَنِيْ زَائِرًا لَا يَعْلَمُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۵۔ دار قطنی نے نقل کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کے لیے بغیر کسی دوسری حاجت کے آیا تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

٭ ٭ ٭ ٭

جانبِ مخالف کا استدلال

شدِ رحال کی بحث میں ذیل کی حدیث سے مخالفین استدلال کرتے ہیں:۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدُ الْحَرَامِ وَمَسْجِدُ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدُ الْاَقْصٰى۔

نہ باندھو تم کجاوے اونٹوں کے مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد کعبہ، مسجد مدینہ، مسجد بیت المقدس۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مخالفین ومنکرین کہتے ہیں کہ جب حدیث میں صرف تین مسجدوں کی طرف بہ نیت سفر کجاوے کس کر جانے کی اجازت ہے تو پھر زیارتِ روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر مزاراتِ اولیاء پر بہ سلسلۂ عرس وغیرہ جانا ممنوع ہوا۔

دفعِ اشتباہ

اس موقع پر جو ممانعت کی گئی ہے اس سے مراد سفرِ مسجد ہے نہ کہ ہر سفر۔ چنانچہ علامہ زین الدین فرماتے ہیں:۔

اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ حُكْمُ الْمَسَاجِدِ فَقَطْ وَ

اس سے مراد مسجدوں کا حکم بیان کرنا ہے فقط

اَنَّهٗ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَسْجِدٍ مِّنَ الْمَسَاجِدِ غَیْرِ هٰذِهِ الثَّلٰثَةِ وَ اَمَّا قَصْدُ غَیْرِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرِّحْلَةِ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَفِی التِّجَارَةِ وَفِی التَّنَزُّهِ وَزِیَارَةِ الصَّالِحِیْنَ وَالْمَشَاهِدِ وَزِیَارَةِ الْاِخْوَانِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ فَلَیْسَ دَاخِلًا فِی النَّهْیِ وَقَدْ وَرَدَ ذٰلِكَ مُصَرَّحًا بِهٖ فِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ۔

اور یہ کہ نہ باندھے جائیں کجاوے کسی اور مسجد کی طرف سوا ان تین مساجد کے (کیونکہ ان کے سوا سب مساجد حکمِ ثواب میں برابر ہیں، لیکن غیر مساجد کا بطریقِ سفر طالب علمی، تجارت، تفریح، زیارتِ صالحین، بھائیوں سے ملنے کے لیے اور مثل اس کے حکم نہی میں داخل نہیں ہیں۔ بعض احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اسی قسم کی تصریحات علامہ نووی، ملا علی قاری، قاضی عیاض وغیرہم نے فرمادی ہیں کہ یہ حدیث ان مساجد میں نماز کی فضیلت سے متعلق ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صلحاء و اولیاء اللہ کی زیارت و طلبِ علم وغیرہ کی نیت سے سفر کرنا ممنوع ہے۔

تقبیلِ ابہامین یعنی بوقتِ اذان انگوٹھے چومنا

علمائے متقدمین کے وقت سے اب تک یہ معمول ہے کہ جس وقت مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو سامعین انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یہ طریقہ بھی صحیح اور مستند ہے۔ اس فعل میں بھی حضور کے نام نامی کی عظمت و توقیر مقصود ہے جس کا حکم نص قطعی سے ثابت ہے۔

۱۔ ذَکَرَهُ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ اَنْمُلَتَیِ السَّبَّابَتَیْنِ وَمَسَحَ عَیْنَیْهِ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا

۱۔ ذکر کیا دیلمی نے فردوس میں، حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ جب انھوں نے مؤذن کا قول اشہد ان محمدا رسول اللہ سنا، چوما اپنے دونوں پوروں کو انگشتِ شہادت کے اور لگایا دونوں کو آنکھوں پر، پس حضور نے فرمایا جو میرے دوست کی طرح یہ فعل کرے گا

فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ ۔

اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

٭ ٭ ٭

۲۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فِيْ عَشْرِ الْمُحَرَّمِ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ حِذَاءَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَامَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ فَلَمَّا بَلَغَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَبَّلَ اَبُوْ بَكْرٍ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَوَضَعَهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَقَالَ قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا فَرَغَ بِلَالٌ مِنَ الْاَذَانِ تَوَجَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ ۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشرۂ محرم میں مسجد کے اندر تشریف لائے، ستون مسجد کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ جب اشہد ان محمدًا رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوسہ دیا اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن کا اور اپنی دونوں آنکھوں کو لگایا اور کہا۔ "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور پاک، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا جس نے تیری مانند کیا خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔

٭ ٭ ٭

مسند فردوس میں ہے:۔

۳۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْاَذَانِ اَكُوْنُ اَنَا قَائِدَهٗ وَمُدْخِلَهٗ فِي الْجَنَّةِ ۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اشہد ان محمدًا رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما، میں اس کا جنت میں قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔

شرح وقایہ میں ہے۔

۴۔ اَنَّ هٰذَا الْفِعْلَ مِنَ السُّنَّةِ

۴۔ یہ فعل سنت ہے اور سنتِ خلفائے کرام

وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ وَاَنْ يَقُوْلَ عِنْدَ التَّقْبِيْلِ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ عَيْنَيَّ وَ نَوِّرْهُمَا۔

ہے۔ انگوٹھے چومتے وقت کہے کہ اے خدا! تو میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انھیں منور فرما۔

ابن سیرین نے کہا۔

۵۔ وَهُوَ مُجَرَّبٌ كُنْتُ اٰمُرُ بِهٖ مَنْ كَانَ بِعَيْنِهٖ نَوْعُ غِشَاوَةٍ۔

۵۔ وہ فعل مجرب ہے جس کسی کی آنکھ میں جھلی ہوتی تو میں اسے اس فعل کے کرنے کا حکم دیتا۔

ابن خلکان نے کہا:۔

۶۔ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَدَاوَمَ عَلَيْهِ اٰمِنَ مِنَ الضُّرِّ مِنْ عَيْنِهٖ مَادَامَ حَيًّا

۶۔ جس کسی نے یہ فعل پابندی سے کیا، وہ امن میں رہے گا آنکھ کے ضرر سے، جب تک زندہ رہے گا۔

٭ ٭ ٭

غرض انگوٹھوں کا بوقتِ اذان چوم کر آنکھوں پر لگانا صحیح اور باعثِ برکت اور ثابت الاصل ہے۔

حضرات اولیاء اللہ کا مرتبہ و عظمت

حضرات اولیاء کاملین کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ جیتے تو خدا کے لیے اور وصال فرماتے تو خدا کے لیے، ان کی ہر ادا شریعت مطہرہ کا آئینہ تھی۔ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر انھوں نے یہ عزت و عظمت پائی کہ حیات و ممات دونوں حالتوں میں خدا کی مخلوق ان سے شرفیاب ہو کر صراطِ مستقیم پر پہنچی۔

موجودہ دورِ الحاد و دہریت میں ان نفوس قدسیہ کو خواہ کن الفاظ سے یاد کر لیا جاوے مگر یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اولیائے کاملین اور ان مبلغینِ اسلام کی وجہ سے ہر گوشہ میں اسلام پہنچا انھوں نے جو غیر معمولی تبلیغی و تعمیری خدمتیں فرمائیں ان کو فراموش کرنا حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ ان کی خانقاہیں اور تبلیغی نظام تاریک سے تاریک مقام پر بھی قائم تھا ان کے تابعین و خلفاء کی جد و جہد کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں مسلمان نظر آ رہے ہیں۔

یقین رکھو کہ جو کام سلاطینِ اسلام کی شمشیریں نہ کر سکیں وہ ان کملی پوش بزرگوں نے کر دکھایا ان کے پاس ظاہری طور پر نہ تو سرمایہ تھا نہ دولت و ثروت کے انبار، ٹوٹی چٹائیاں ان کا فرش تھیں وقت آنے پر تلواروں کی بجائے شاخِ درخت سے کام لیتے، وہ ایک طرف خطبہ کے خطیب، مسندِ درس و افتاء کے مدرس و مفتی نظر آتے تو دوسری جانب میدانِ کارزار میں صفِ اول کے مجاہد و علمبردارِ اسلام ہوتے۔ مختصر یہ کہ ان کی زندگی سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حیاتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک نمونہ تھی اور وہ صحیح معنوں میں اسلامی حکومت اور علیمہ اسلامی کے داعی تھے، ان کی سیرت مبارکہ اپنے اندر آج بھی ہزاروں سبق آموز مثالیں رکھتی ہے۔ ان میں اکثر و بیشتر کُن فیکون کے مرتبہ پر فائز تھے، بحروبر پر ان کا تسلط تھا، انتظامِ عالم ان کے سپرد تھا اور اب بھی ہے۔ تم دیکھو آج بھی جب کہ ان میں کے افراد کو صدیاں گذر چکی ہیں، مگر وہ زائرین کے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں، کسی بڑے سے بڑے مادی بادشاہ کے دربار میں وہ شوکت نہیں جو ان کے مزارات پر ہے۔ ہر حصۂ ملک کے باشندے ان کی تجلیاتِ روحانی اور دید و لقاء کی خواہش میں کھنچے چلے آتے ہیں۔ جس طرح خدا نے ان کو زندگی میں مرجعِ خلائق بنایا تھا۔ آج بھی بعد وصال انھیں یہ قوت دی ہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں اور بوقتِ مصیبت حاجت مندوں کی درخواست کو قبول فرمائیں یا خدا کے دربار میں سفارش کریں۔

قرآن کریم، اولیاء اللہ اور متقین کا اعزاز و مرتبہ

۱۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

(سورۃ یونس)

۱۔ خبردار ہو، بیشک جو اللہ کے اولیاء ہیں ان پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے جو کہ ایمان لائے اور تقویٰ کرتے رہے، ان کے لیے خوشخبری ہے دنیوی زندگی اور آخرت میں

(سورۂ یونس)

۲۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ

۲۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (نساء)

کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صلحاء کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں

۳۔ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (انفال)

۳۔ متقی ہی اس کے ولی ہیں۔

۴۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (نساء)

۴۔ اور جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

۵۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا۔ (نساء)

۵۔ اور وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب ہم ان کو جنت میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۶۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (مائدہ)

۶۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان سے خدا نے ان کی مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

۷۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (رعد)

۷۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

احادیث، اور اولیائے کاملین کا مرتبہ

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ سے حضرات اولیائے کاملین کا اعزاز معلوم ہوا، ذیل میں احادیثِ شریفہ درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَوَاکَاؤٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاکؐ نے ارشاد فرمایا بیشک

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْصُرُ الْقَوْمَ بِاَضْعَفِہِمْ۔

اللہ تعالیٰ قوم کی مدد کرتا ہے ان کے ضعیف تر لوگوں کے سبب سے۔

۲۔ عَنْ عُبَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ

۲۔ طبرانی نے کبیر میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا، خدا کا ارشاد ہوا۔ میری امت میں تیس ابدال ہیں انھیں کی بدولت زمین قائم ہے اور انھیں کی وجہ سے تم پر مینہ اتارا جاتا ہے اور انھیں کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔

٭ ٭ ٭

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ حضور کا ارشاد ہے:۔

۳۔ لَنْ تَخْلُوَا الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلاً مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ بِھِمْ تُسْقَوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ۔

۳۔ زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس ابدال سے، جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پر تو ہوں گے، انھیں کے سبب تم کو مینہ ملے گا اور انھیں کی بدولت مدد پاؤ گے۔

٭ ٭ ٭

سلسلۂ ولایت کا اجراء و بقاء

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً یَحْفَظُ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ وَھُمْ فِی الْاَرْضِ کُلِّھَا۔

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نے فرمایا چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ زمین کی حفاظت کرے گا۔ جب ان میں سے ایک انتقال کر جائے گا، خدا اس کی جگہ دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں

اولیاء اللہ سے دشمنی خدا سے دشمنی ہے

۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ

حضور نے فرمایا میرے خدا کا ارشاد ہے جس نے میرے ولی کو ستایا پس میں اجازت دیتا ہوں اس کو کہ وہ مجھ سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائے میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پس ہو جاتا ہوں میں اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو اسے ضرور دے دیتا ہوں

٭ ٭ ٭

مذکورہ بالا احادیث ہیں جن عظیم الشان الفاظ میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب بیان کیے گئے وہ اپنی جگہ اس قدر واضح ہیں کہ کسی تشریح کی مطلقاً ضرورت نہیں۔

استعانت واستمداد اولیاء

مصیبت و تکلیف کے وقت اولیاء اللہ سے ان کی زندگی میں اور بعد وصال ان سے مدد مانگنا یا استغاثہ کرنا عقیدۂ حقہ ہے جس کا ثبوت ائمہ و فقہاء نے کافی طریقہ سے پیش کیا ہے۔ بلاشبہ خدا نے انھیں یہ مراتب دیے ہیں کہ وہ اس کے حکم سے جسے جو چاہیں دے دیں۔ وہ پکارنے والے کی صدا سن کر جواب دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے میت کا حال بعد انتقال معلوم کرنا چاہیے تاکہ یہ اندازہ ہو جائے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔؟

میت کا قبر میں کیا حال ہوتا ہے؟

١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِيْ قَبْرِهٖ اِلَّا شِبْهَ الْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً مِنْ اَبٍ وَاُمٍّ اَوْ صَدِيْقٍ ثِقَةٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الدُّنْيَا اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ لِلْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَالصَّدَقَةُ عَنْهُمْ

رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس والبیہقی۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے حضور پاک سے روایت کیا، فرمایا حضور نے، نہیں ہے مردہ اپنی قبر میں مگر مثل ڈوبنے والے کے، طالبِ فریادرس ہے انتظار کر رہا ہے باپ یا ماں یا معتمد دوست کی دعا کا، تو جب دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، اس لیے کہ اللہ دنیا والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑ جیسے خیر و برکات اور انوار داخل کرتا ہے اور بیشک مردوں کے لیے زندوں کا تحفہ ان کا مغفرت چاہنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا ہے۔

(روایت کیا دیلمی و بیہقی نے)

مُردے سُنتے ہیں

٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (وفاء الوفاء)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نے فرمایا نہیں گزرتا کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر پر مگر وہ اس کو پہچانتا اور جب سلام کرتا ہے تو اسے پہچان کر جوابِ سلام دیتا ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ وَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ۔ رواہ البیہقی و الوفاء الوفا۔

۳۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور نے فرمایا، نہیں ہے کوئی شخص، کہ زیارت کرے اپنے بھائی کی قبر کی اور اس کے پاس بیٹھے۔ مگر وہ مردہ اس سے انس پکڑتا ہے۔ جب تک کہ زیارت کرنے والا کھڑا نہ ہو جائے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ کَانَ یَعْرِفُہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ اِلَّا رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ رواہ البیہقی۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جس وقت کوئی شخص قبر کی طرف سے گزرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

۵۔ اِنَّ الْمَیِّتَ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا (رواہ مسلم)

۵۔ جب لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں، تو مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

۶۔ اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ وَقَفَ عَلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ حِیْنَ رَجَعَ مِنْ اُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنَّکُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ اللّٰہِ تُرْزَقُوْنَ رُدُّوْھُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْھِمْ اِلَّا رَدُّوْا عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۔

۶۔ اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور ان کے اصحاب کی قبر کے پاس اُحد کی واپسی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ تم زندہ ہو اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہو جب سلام کیا جائے تو وہ جواب سلام دیتے ہیں پس قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، نہیں سلام کرے گا کوئی ان پر۔ مگر وہ اس کا جواب دیں گے قیامت تک۔

اکابر و صلحا کے مشاہدات

مذکورہ بالا احادیث سے مردوں کی وہ کیفیت جو ان کی سماعت وغیرہ سے متعلق تھی ظاہر ہوگئی اب ہم یہاں اکابر و صلحاء کے مشاہدات نقل کرتے ہیں تاکہ پوری طرح سماع موتیٰ کی حقیقت سمجھ میں آجائے۔

۷۔ قَالَ الْيَافِعِيُّ فِيْ كِفَايَةِ الْمُعْتَقَدِ
أَخْبَرَنَا بَعْضُ الْأَحِبَّاءِ عَنْ بَعْضِ
الصَّالِحِيْنَ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِيْ قَبْرَ وَالِدِهٖ
فِيْ بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَيَتَحَدَّثُ مَعَهُ۔

۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا يَعْلٰى حَمْزَةَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَوِيَّ
قَالَ سَمِعْتُ هَاشِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيَّ
يَقُوْلُ أَخَذَنِيْ أَبِيْ بِالْمَدِيْنَةِ إِلٰى زِيَارَةِ
قُبُوْرِ الشُّهَدَاءِ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ بَيْنَ طُلُوْعِ
الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ فَكُنْتُ أَمْشِيْ خَلْفَهُ
فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى الْمَقَابِرِ رَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ قَالَ فَأُجِيْبَ وَعَلَيْكُمُ
السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ
فَقَالَ أَنْتَ الْمُجِيْبُ يَا بُنَيَّ فَقُلْتُ لَا
فَأَخَذَ يَدِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ
أَعَادَ السَّلَامَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ جَعَلَ كُلَّمَا
سَلَّمَ عَلَيْهِمْ يَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

۷۔ حضرت یافعی نے کفایت المعتقد میں بعض صلحا سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے والد کی قبر پر بعض اوقات آتے جاتے اور ان سے باتیں کرتے۔

۸۔ خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الحافظ نے انہوں نے کہا کہ سنا میں نے ابا یعلیٰ حمزہ بن محمد علوی سے انہوں نے کہا سنا ہم نے ہاشم بن محمد عمری سے کہتے تھے کہ میرے والد مجھے ہاتھ پکڑ کر مدینہ شریف میں جمعہ کے دن شہدا کی قبور کی زیارت کے لیے طلوع فجر و آفتاب کے درمیان لے گئے، میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے بلند آواز سے کہا تم پر سلام ہو جو تم نے صبر کیا پس اچھی ہوئی عاقبت مردوں نے جواب دیا اے ابا عبداللہ وعلیکم السلام۔ پس والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تو نے جواب دیا میں نے عرض کیا نہیں۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کر سیدھی جانب لے گئے اور سابق

حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَخَرَّ اَبِیْ سَاجِدًا اشُکْرُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

کی طرح پھر سلام کیا مردوں نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ اسی طرح تین بار واقع ہوا۔ پس میرے والد سجدے میں گر گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا (شاید اس وقت ظاہر پرست جو حقیقت سے بے خبر ہیں سجدہ کرتے ہوئے انہیں مشرک بنا دیں حالانکہ انکا سجدہ ادائے شکر الٰہی کا تھا۔ (مؤلف)

بیہقی نے ابو درداء اور ہاشم بن محمد سے روایت کیا:

۹۔ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُ اَنَّہٗ کَانَ یَزُوْرُ قَبْرَ اَبِیْہِ فَطَالَ عَلَیْہِ ذٰلِکَ قَالَ فَقَدْتُ اَمْرَ دُرٍ التَّوَابِ فَاَرَیْتُہٗ فِیْ مَنَامِیْ فَقَالَ یَا بُنَیَّ مَالَکَ لَا تَفْعَلُ کَمَا کُنْتَ تَشْرُفُ عَلَیَّ فَیُبَشِّرُنِیْ بِکَ جِیْرَانِیْ وَلَقَدْ کُنْتَ تَعْرِفُ فَمَا اَزَالُ اَرَاکَ حَتّٰی تَدْخُلَ الْکُوْفَۃَ (شرح احیاء العلوم)

۹۔ میں نے ایک اہلِ علم کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے والد کی قبر کی زیارت کو برابر جایا کرتے تھے جب زمانہ دراز ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ مٹی کی زیارت کو کیوں جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں اے میرے بیٹے تم اب زیارت کو کیوں نہیں آتے جس طرح پہلے آتے تھے۔ میں نے کہا کہ کیا مٹی کی زیارت کو آؤں والد نے فرمایا بیٹا ایسا مت کہو خدا کی قسم جس وقت تم آتے ہوئے دکھائی دیتے ہو اسی وقت میرے پڑوسی تمہارے آنے کی مجھے خبر اور خوشخبری دیتے ہیں اور جب تم واپس ہوتے ہو تو میں تم کو برابر دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تم شہر کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔

حضرت جدی وسندی مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ النورانی نے تصحیح المسائل میں حضرت عمرو بن دینار کی روایت کو الفاظ ذیل میں نقل فرمایا ہے:

۱۰۔ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ اِلَّا وَيَعْلَمُ مَا يَكُوْنُ فِي اَهْلِهٖ بَعْدَهٗ اَنَّهُمْ يُغَسِّلُوْنَهٗ وَيُكَفِّنُوْنَهٗ وَاَنَّهٗ لَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ۔

۱۰۔ یعنی مردے اپنے اہل وعیال کو جانتے ہیں مرنے کے بعد اور جنہوں نے غسل دیا اور کفن دیا ان کو دیکھتے اور پہچان لیتے ہیں۔

۱۱۔ قَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ بْنُ هَيْتِيْ زُرْتُ مَعَ سَيِّدِي الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ وَالشَّيْخِ بَقَا قَبْرَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فَشَهِدْتُ لَهٗ خَرَجَ مِنْ قَبْرِهٖ وَضَمَّ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ وَقَدْ اَفْتَقِرُ اِلَيْكَ۔

۱۱۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے بمعیت حضرت شیخ عبدالقادر و حضرت شیخ بقا، حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی میں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت احمد بن حنبل اپنی قبر سے نکلے اور حضرت شیخ عبدالقادر کو اپنے سینے سے لگا کر آپ کو خلعت پہنایا اور ارشاد فرمایا میں تمہاری طرف محتاج ہوں۔

۱۲۔ وَقَالَ زُرْتُ مَعَ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ قَبْرَ مَعْرُوْفِ الْكَرْخِيِّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ مَعْرُوْفٌ عَبَرْنَاكَ بِدَرَجَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ مِنَ الْقَبْرِ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا سَيِّدَ اَهْلِ الزَّمَانِ

(قلائد الجواہر مصری)

۱۲۔ انہیں حضرت شیخ علی ہیتی نے فرمایا میں نے حضرت شیخ عبدالقادر کے ساتھ حضرت معروف کرخی کے مزار کی زیارت کی آپ نے فرمایا سلام ہو تم پر اے معروف کرخی ہم آپ سے دو درجے آگے نکل گئے۔ جواب میں انہوں نے فرمایا تم پر سلام اے تمام زمانہ کے لوگوں کے سردار۔

صاحب حصن حصین نے اسناد قوی کے ساتھ نقل کیا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ تین بار کہے،

يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ

اَعِيْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَاھُمْ — اے اللہ کے بندو میری مدد کرو — اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ بیشک اللہ کے ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

تصرفاتِ اولیآ اللہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب کے اقوال

اب ہم ذیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب (جو مولوی اسمٰعیل اور سید احمد بریلوی کے پیرانِ عظام میں ہیں) چند اقوال نقل کرتے ہیں۔

شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"بعضے از اولیآ اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہامی نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا دراں وقت ہم مترنم بایں مقال است من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔"

یہی شاہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

"حضرت امیر و ذریۃ طاہرۃ او تمام امت برمثال مریداں و مرشداں می پرستند امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔"

ان عبارات میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب کو جس طرح بیان کیا گیا اور انہیں حل مشکلات حتیٰ کہ امور تکوینیہ کے اختیارات تک کو ظاہر کیا گیا وہ قابل نصیحت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدائے برتر نے اولیاء اللہ کو اپنے فضل سے قدرت دی ہے کہ وہ بعد انتقال جہاں چاہیں تصرف کریں اور جسے چاہیں دے دیں اور جس کے لیے چاہیں خدا سے اس کی سفارش فرمادیں۔

مزارات سے مجتہدین کا توسل کرنا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاکر دعا مانگتا ہوں خدا پوری فرماتا ہے (اسے امام ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان میں نقل کیا) اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا مزار پاک استجابت دعا کے لیے مجرب ہے۔

اہل سمرقند پر جب قحط واقع ہوا تو بعض صالحین سے رجوع کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت امام بخاری کے مزار سے مدد چاہو اور قبر بخاری کو وسیلہ بنا کر دعا مانگو تو بارش ہوگی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ سات روز تک دعا کی گئی۔ باران رحمت نازل ہوا۔ (ملا علی قاری نے اس واقعہ کو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں نقل فرمایا) اس قسم کی مثالیں کتب سیر و تاریخ میں بکثرت موجود ہیں۔ ہم ان چند روایات پر اکتفا کرتے ہیں۔

مُردوں کی حُرمت و عزت کرنا

علامہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

۱۳۔ الاتِّفَاقَ عَلٰی حُرْمَۃِ مُسْلِمٍ مَیِّتَۃٍ کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا۔

۱۳۔ یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت زندہ جیسی ہے۔

۱۴۔ اَلْمَیِّتُ یُؤْذِیْہِ فِیْ قَبْرِہٖ مَا یُؤْذِیْہِ فِیْ بَیْتِہٖ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ)

۱۴۔ مردہ کو وہی چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں جو اس کے گھر میں تکلیف دیتی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ سے روایت فرماتے ہیں:

۱۵۔ أَذَى الْمُؤْمِنِ فِيْ مَوْتِہٖ كَأَذَاهُ فِيْ حَيَاتِہٖ۔

۱۵۔ مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسا ہی ہے جیسا اسے زندگی میں اذیت دینا۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت

حضرت عمارہ بن حزم سے مروی ہے،

۱۶۔ قَالَ رَآنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ اَنْزِلْ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُؤْذِیْکَ۔

۱۶۔ حضور نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھ کر فرمایا: اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر اور صاحب قبر کو ایذا مت پہنچا اور نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے۔

(از کتب احادیث)

مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے حضور نے فرمایا:

۱۷۔ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتَحْرِقُ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ۔

۱۷۔ یہ بات کہ تم میں سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے جو اس کے کپڑے جلا کر اس کی کھال تک جلا دے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

مُردوں کو بُرا مت کہو

۱۸۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا۔ (از کتب احادیث)

۱۸۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور نے فرمایا مردوں کو برا مت کہو وہ اپنے اعمال کیطرف پہنچ گئے۔

مُردوں کی ہڈیاں توڑنا منع ہے

ابوداؤد و ابن ماجہ نے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے:

۱۹۔ کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ وَاَذَاہُ کَکَسْرِہٖ حَیًّا۔

۱۹۔ مردوں کی ہڈیوں کو توڑنا اور اسے تکلیف دینا مثل زندہ کی ہڈیوں کے توڑنے کے ہے۔

یہ احادیث اس طبقہ کے لیے جس نے مدعی و متبع رسالت ہونے کے باوجود حجاز مقدس میں قبور شہدا اور صحابہ کے ساتھ گستاخیاں کیں سبق آموز میں مگر انہیں کیا خبر کہ احادیث و سیر میں ان کے ان افعال کے متعلق کیا احکام ہیں۔

زیارتِ قبور

مزاراتِ اولیاء اللہ وغیرہم پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کرنا اور ان کی زیارت کرنا سلف صالحین سے چلا آرہا ہے اس کے بارہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ابتداءً ممانعت فرمائی تھی بعد میں اس کی اجازت دے دی جس کے ثبوت میں ہم ان سطور کے بعد حدیث درج کریں گے۔

مزارات شہدائے احد وغیرہم پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار کا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۱۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ۔ (رواہ ابن ماجہ)

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا مگر اب زیارت کرو وہ زہد کا باعث ہو گی دنیا میں اور آخرت کی یاد دلانے والی ہو گی۔

مردوں پر سلام بھیجنا

۲۔ عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجْتُمْ اِلَی الْمَقَابِرِ فَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کبار کو مقابر کی طرف جاتے وقت فرماتے تم سب کہو۔ السلام علیکم اہل الدیار۔ الخ۔ (رواہ مسلم)

امام ابوعبداللہ بن نعمان کتاب سفینۃ النجات میں فرماتے ہیں:

۳۔ تحقیق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتہم کما کانت فی حیاتہم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بہم معمول بہ عند علماء المحققین من ائمۃ الدین۔

۳۔ صاحبان بصیرت و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ برکت حاصل کرنے کیلئے صلحا کی قبروں کی زیارت پسندیدہ اور امر مستحب ہے کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد بھی ویسی ہی جاری ہے۔ جیسی کہ ان کی زندگی میں تھی اور ان کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو شفیع بنانا علمائے محققین ائمۂ دین کے نزدیک معمول بہ ہے۔

توضیح الہدیٰ باعمال التقیٰ میں ہے:

۴۔ ولقد وجدنا اجتماع خواص عباد اللہ تعالیٰ عند مقابر العلماء والمشائخ انما ہو لاجل الفاتحۃ وقراءۃ القرآن والدعاء والاستغاثۃ بارواحہم فی قضاء حوائجہم الدینیۃ وقد جربوا ذلک مرارا کثیرا۔

۴۔ ہم نے خواص عباد اللہ کا مقابر علماء و مشائخ کے نزدیک فاتحہ خوانی اور قرأتِ قرآن اور دعا و استغاثہ کے لیے اجتماع دیکھا ان کی ارواح سے قضائے حوائج دینیہ کے لیے استغاثہ کرتے ہوئے پایا اور اس کا بارہا تجربہ کیا۔

علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں:

۵۔ واما الاولیاء فانہم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ ونفع الزائرین بحسب معارفہم واسرارہم۔

۵۔ لیکن اولیاء اللہ قرب الٰہی کے مدارج میں متفاوت ہیں اور زائرین کا نفع بحسبِ معارف و اسرار اولیاء کے ہے۔

لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

۶۔ وانما اطلنا الکلام فی ہذا المقام رغما لانف المنکرین فانہ قد حدث

۶۔ ہم نے اس مقام پر کلام کو منکرین کی ناک رگڑنے کی غرض سے طول دیا۔ ہمارے

فِیْ زَمَانِنَا شِرْذِمَۃٌ یُنْکِرُوْنَ الْاِسْتِمْدَادَ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ الَّذِیْنَ نُقِلُوْا مِنْ ھٰذِہِ الدَّارِ الْفَانِیَۃِ اِلَی الدَّارِ الْبَاقِیَۃِ ھُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلٰکِنَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔

زمانہ میں ایک قلیل جماعت پیدا ہو گئی ہے جو ان اولیائے کرام سے استمداد (مدد مانگنے) کے منکر ہیں جو دنیائے فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے اور وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں لیکن منکروں کو اس کا شعور نہیں ۔

قبور اور قبوں کی مختصر بحث

قبور کی تعمیر اور ان پر قبہ بنانے کا سبب یہ ہے کہ وہ باقی رہیں اور زائرین اہلِ قبور کی زیارت کر سکیں اور قبوں کے سایہ میں بیٹھ کر قرآن پاک اور اذکار شریفہ جاری رکھ سکیں ۔ اگر قبور کا نشان نہ ہو گا تو مزارات کی زیارت کس طرح ہو گی انہیں اغراض کے ماتحت علمائے متقدمین و محققین نے قبور کے پختہ کرنے اور ان پر قبوں کا بنانا جائز ٹھہرایا اور ان کا یہ فعل اختراع یا بدعت نہ تھا بلکہ اس کی اصل پائی جاتی ہے چنانچہ ہم یہاں نہایت اختصار سے اس بحث کا ذکر کرتے ہیں ۔ اصابہ فی احوال الصحابہ میں ہے:

۱۔ مَاتَ الْحَکَمُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ فِیْ خِلَافَۃِ عُثْمَانَ فَضُرِبَ عَلٰی قَبْرِہٖ فُسْطَاطٌ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ فَتَکَلَّمَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَدْ ضُرِبَ فِیْ عَہْدِ عُمَرَ عَلٰی زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فُسْطَاطٌ فَھَلْ رَاَیْتُمْ عَائِبًا عَابَ ذٰلِکَ ۔

۱۔ یعنی حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حکم بن العاص کا انتقال ہوا ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ قائم کیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق کچھ کلام کیا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا گیا تھا تو کیا تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا۔

قبر کا نشانِ امتیازی

ہمارے یہاں معمول ہے کہ قبر کے سرہانے کوئی پتھر لگا دیتے ہیں تاکہ اس سے میت کا نشان امتیازی معلوم رہے اور پتہ چل جائے کہ یہ کس کی قبر ہے۔ اس کی اصل ابوداؤد میں ہے۔

۲- لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِیْ وَ اَدْفِنُ اِلَیْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِیْ۔

۲- یعنی جب حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک پتھر لانے کا حکم فرمایا مگر وہ بھاری ہونے کے سبب اسے نہ اٹھا سکے تو آپ خود اس پتھر کے قریب تشریف لے گئے اور آستین چڑھائی۔ راوی نے کہا کہ جب آپ نے اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپ کی کلائیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر حضرت عثمان کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر سے میں اپنے بھائی کی قبر کا نشان کرتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اس کے پاس دفن کروں گا

علامہ عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:

۳- وَضَرَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی قَبْرِ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ۔

۳- یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا۔

اسی عمدۃ القاری میں ہے:

۴۔ وَضَرَبَہٗ محمد بن الحنفیۃ علیٰ قبرِ ابنِ عبّاس۔

۴۔ یعنی محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباس کے مزار پر خیمہ نصب کیا۔

علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں:

۵۔ ضَرْبُ الفُسْطَاطِ اِنْ کَانَ بِغَرَضٍ صَحِیْحٍ کَالتَّسَتُّرِ مِنَ الشَّمْسِ مَثَلًا لِلْاَحْیَاءِ لَا لِاِظْلَالِ الْمَیِّتِ فَقَطْ جَازَ۔

۵۔ یعنی اگر خیمہ کسی صحیح غرض کے لیے لگایا جائے مثلاً لوگوں کے دھوپ سے بچنے کے لیے نہ فقط میت کے سایہ کے لیئے تو جائز ہے۔

علامہ سید ابن عابدین رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

۶۔ فِی الْاَحْکَامِ عَنْ جَامِعِ الْفَتَاوٰی وَقِیْلَ لَا یُکْرَہُ الْبِنَاءُ اِذَا کَانَ الْمَیِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ۔

۶۔ یعنی احکام میں جامع الفتاوٰی سے منقول ہے کہ کہا گیا ہے کہ قبر کے گرد عمارت بنانا مکروہ نہیں جب کہ میت مشائخ اور علماء اور سادات کی سے ہو۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

۷۔ فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰی قُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّیَابِ عَلٰی قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ اِذَا کَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِکَ التَّعْظِیْمَ فِیْ اَعْیُنِ الْعَامَّۃِ وَلَا یَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ الْقَبْرِ

۷۔ اولیاء وصلحا کی قبروں پر قبے بنانا چادر عمامہ کپڑوں کا ڈالنا جب کہ اس سے مقصود عوام کی نگاہوں میں اہل قبور کی تعظیم ہو اور صاحب قبر کی تحقیر نہ ہو ایک امر جائز ہے۔

قبر پر کتبہ لگانا

زائرین کی سہولت وغیرہ کے لحاظ سے قبر کے سرہانے یا قبر پر کتبہ لگا دیا جاتا ہے تاکہ ہر زائر کو میت کا نام، تاریخ وصال معلوم ہو جائے یہ عمل بھی فقہائے کرام کے نزدیک صحیح ہے چنانچہ در مختار میں سراجیہ سے منقول ہے:

۱۔ لَا بَأْسَ بِالْکِتَابَۃِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْہَا

۱۔ یعنی قبر پر لکھنے میں حرج نہیں اگر اسکی

حَتّٰی لَا یَذْهَبَ الْاَثَرُ۔
حاجت ہو تا کہ اثر و نشان نہ جاتا رہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۲۔ اِنَّ اَئِمَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ مَکْتُوْبٌ عَلٰی قُبُوْرِهِمْ وَهُوَ عَمَلٌ اَخَذَ بِهِ الْخَلَفُ عَنِ السَّلَفِ

۲۔ یعنی مشرق سے مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھائی موجود ہے اور یہ عمل خلف نے سلف سے لیا ہے۔

پختہ قبروں کا بنانا

اکثر بلادِ اسلامیہ اور ہمارے ہندوستان میں قدیم سے یہ رواج فقہائے دین کے فتاوے کے ماتحت رہا ہے کہ پختہ قبر بناتے ہیں جس کی غرض یہ ہے کہ قبر اپنی اصلی حالت پر رہے نیز یہ کہ جن مقامات کی مٹی کمزور ہو گی قبر منہدم ہو جائے گی اور جب نشانِ قبر ہی مٹ جائے گا تو ایصال ثواب اور زیارت کرنے والوں کو دشواری ہو گی۔ چنانچہ اس عنوان کے ماتحت فقہائے قدیم کے فتاوے میں سے چند مختصراً درج کرتے ہیں:

۱۔ قَالَ الْاَبْرَازِیُّ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ لَا یُکْرَهُ الْاٰجُرُّ (عینی شرح ہدایہ)

۱۔ علامہ ابرازی نے فرمایا حضرت امام شافعی کے نزدیک پکی اینٹ مکروہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک قبر کی لپائی مباح و جائز ہے۔ جیسا کہ عینی شرح ہدایہ میں ہے:

۲۔ اَبَاحَ اَحْمَدُ التَّطْيِیْنَ

۲۔ قبر کی لپائی کو حضرت امام احمد نے مباح و جائز کیا ہے۔

۳۔ قَالَ الْاِمَامُ التَّمَرْتَاشِیُّ هٰذَا اِذَا کَانَ حَوْلَ الْمَیِّتِ فَلَوْ فَوْقَهٗ لَا یُکْرَهُ لِاَنَّهٗ یَکُوْنُ عِصْمَةً مِنَ السَّبُعِ (الشامی)

۳۔ کہا امام تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت اس صورت میں ہے جب میت کے آس پاس پختہ اینٹ وغیرہ کا استعمال کیا جائے پس اگر اس کے اوپر ہو تو کراہت نہیں اس لیے کہ اس میں درندوں سے حفاظت متصور ہے۔

۴۔ قَالَ مَشَائِخُ بُخَارِی لَا یُکْرَہُ الْآجُرُّ فِیْ بَلْدَتِنَا لِلْحَاجَۃِ اِلَیْہِ لِضُعْفِ الْاَرَاضِیْ (شامی)

۴۔ مشائخ بخاری فرماتے ہیں ہمارے شہر میں پکی اینٹ مکروہ نہیں کیونکہ زمین کمزور ہونے کے باعث اس کی ضرورت وحاجت ہے۔

۵۔ قِیْلَ لَا بَاْسَ بِہٖ وَھُوَ الْمُخْتَارُ۔ (تنویر الابصار و در مختار)

۵۔ یعنی کہا گیا کہ قبر پر کہگل کرنے اور اس کے گرد عمارت بنانے میں حرج نہیں اور یہی مذہب و قول مختار ہے۔

۶۔ اَمَّا فَوْقَہٗ فَلَا یُکْرَہُ (در مختار منقول از ابن ملک)

۶۔ میت کی قبر پر اگر پکی اینٹ یا لکڑی لگائی جائے تو مکروہ نہیں۔

۷۔ قِیْلَ لَا بَاْسَ بِھِمَا عِنْدَ رَخْوَۃِ الْاَرَاضِیْ (عینی شرح کنز)

۷۔ کہا گیا ہے کہ زمین نرم ہو تو پکی اینٹ اور لکڑی میں حرج نہیں۔

۸۔ عِنْدَ بَعْضِ مَشَائِخِنَا اِذَا جُعِلَ الْآجُرُّ خَلْفَ اللَّبِنِ عَلَی اللَّحْدِ لَا بَاْسَ بِہٖ۔ (عینی شرح ہدایہ)

۸۔ ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک جب لحد پر کچی اینٹ کے پیچھے پکی اینٹ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۹۔ لَا بَاْسَ لِحِجَارَۃٍ آجُرٍّ یَضَعُہٗ عَلَیْہِ۔ (عینی شرح ہدایہ)

۹۔ اس میں مضائقہ نہیں کہ قبر پر پتھر یا پکی اینٹ رکھے۔

۱۰۔ اَلْمُخْتَارُ اَنَّ التَّطْیِیْنَ غَیْرُ مَکْرُوْہٍ۔

۱۰۔ قول مختار یہ ہے کہ قبر پر لیپنا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ طحطاوی در مختار کے قول کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

۱۱۔ لِاَنَّہٗ یَکُوْنُ عِصْمَۃً مِّنَ السَّبُعِ

۱۱۔ (یعنی میت کے اوپر پکی اینٹ اور لکڑی لگانا مکروہ نہیں) کیونکہ اس کے سبب درندہ سے حفاظت ہوگی کہ وہ قبر نہ کھود سکے۔

اس عنوان کے تحت بہت سا مواد سامنے ہے مگر کتاب کی ضخامت کا خوف ہر صفحہ پر متوحش کیے ہوئے ہے اس لیے مذکورہ بالا عبارات فقہیہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

بوسۂ قبر

اگرچہ علما و اکابر اہلسنت نے بوسۂ قبر کو ہر شخص کے لیے عام کرنے سے احتراز برتا ہے لیکن جہاں تک نفس بوسۂ قبر کا تعلق ہے الحمد للہ وہ اپنی اصل اور سند کے لحاظ سے ہر طرح صحیح اور ثابت شدہ ہے اس خصوص میں چند احادیث شریفہ اور اصحابِ کبار کا معمول اور فتادے درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهِ عُثْمَانَ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی و ابن ماجہ)

۱۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا جب کہ وہ مردہ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے کہ آپ کے آنسو حضرت عثمان کے چہرہ پر تھے۔

۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی فَرَسِهٖ مِنْ مَسْکَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَیَمَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجّٰی بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَکَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ اَکَبَّ عَلَیْهِ فَقَبَّلَهٗ فَبَکٰی۔

(رواہ البخاری والترمذی)

۲۔ انہیں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر مکان سے جو سنح میں تھا آئے یہاں تک کہ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں داخل ہوئے تو کسی سے کلام نہ کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد فرمایا اور آپ بردیمانی اوڑھا دیئے گئے تھے آپ نے حضور کا چہرہ کھولا اور آپ کی طرف جھکے پس آپ کو بوسہ دیا اور روئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مزار اطہر سے چہرہ ملنا

ابن عساکر نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

۳- لَمَّا رَحَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ فَتْحِ الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَصَارَ اِلٰی جَابِیَۃَ سَاءَلَہٗ بِلَالٌ اَنْ یُقِرَّہٗ بِالشَّامِ فَفَعَلَ وَذَکَرَ قِصَّۃَ نُزُوْلِہٖ بِدَارِیَا قَالَ ثُمَّ اِنَّ بِلَالًا رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ مَا ھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ یَا بِلَالُ فَانْتَبَہَ حَزِیْنًا وَجِلًا خَائِفًا فَرَکِبَ رَاحِلَتَہٗ وَقَصَدَ الْمَدِیْنَۃَ وَاَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَہٗ وَیُمَرِّغُ وَجْھَہٗ عَلَیْہِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَجَعَلَ یَضُمُّھُمَا وَیُقَبِّلُھُمَا (الخ)

(وفاء الوفاء)

۳- یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس فتح کر کے واپس ہوئے اور جابیہ پہنچے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں شام میں رہنے دیں۔ حضرت امیر المؤمنین نے ایسا ہی کیا اس کے بعد راوی نے ان کے وہاں پہنچنے اور دریا میں اترنے کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں، اے بلال یہ کیا ظلم ہے۔ تیرے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری زیارت کو آئے۔ اس خواب کو دیکھ کر آپ بہت خوفزدہ ہوئے اور راحلہ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کا قصد کیا۔ جب مدینہ پہنچے تو روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے۔ قبر شریف کے پاس پہنچ کر روئے اور اپنا چہرہ قبر شریف پر ملنے لگے اتنے میں حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان دونوں کو لپٹانے اور چومنے لگے۔

حضرت امام حنبل سے بوسۂ قبر کا استفتاء

۴- قَالَ الْعِزُّ فِیْ کِتَابِ الْعِلَلِ وَالسُّؤَالَاتِ

۴- کہا عز نے کتاب علل والسؤالات میں

بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ اَبِيْ عَنِ الرَّجُلِ يَمَسُّ مِنْبَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَبَرَّكُ بِمَسِّهٖ وَيُقَبِّلُهٗ وَيَفْعَلُ بِالْقَبْرِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَجَاءَ ثَوَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ ۔ (وفاء الوفاء)

میں عبداللہ بن احمد بن حنبل سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا اس شخص کے بارہ میں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو مس کرتا اور بوسہ دیتا ہے اور قبر مبارک کے ساتھ بھی یہی کرتا ہے یعنی بوسہ دیتا ہے اور اس میں خدا سے ثواب کی امید کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ۔

بزرگوں کے ہاتھ چومنا

علامہ عینی شرح بخاری جلد ۴ میں فرماتے ہیں :

۵ - وَاَمَّا تَقْبِيْلُ الْاَمَاكِنِ الشَّرِيْفَةِ عَلٰى قَصْدِ التَّبَرُّكِ وَكَذٰلِكَ تَقْبِيْلُ اَيْدِي الصّٰلِحِيْنَ وَاَرْجُلِهِمْ فَهُوَ حَسَنٌ مَحْمُوْدٌ بِاِعْتِبَارِ الْقَصْدِ وَالنِّيَّةِ ۔

۵ - علامہ زین الدین نے فرمایا کہ متبرک مقامات کا بقصد تبرک بوسہ دینا اور اسی طرح بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کا چومنا بہتر اور پسندیدہ ہے باعتبار قصد اور نیت کے ۔

۶ - حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ اس جگہ کو کھولئے جس کا حضور بوسہ لیتے تھے اور وہ جگہ ناف تھی آپ نے اسے چوما غرض بوسہ دینے کی احترام و عزت کرنا ہے اور جو شے محبوب سے نسبت رکھتی ہو وہ عاشق کے لیے محبوب ہے یہی سبب ہے کہ مریدین اپنے شیوخ کے ہاتھ پیر چومتے ہیں ۔

۷ - ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ اسے بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا ۔

بزرگوں کے لباس میں کفن دینا

اکثر و بیشتر ارباب و منسلکین طریقت کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے استعمال کردہ کپڑوں میں کفن دیتے ہیں یہ طریقہ بھی اپنی اصل و سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

۱۔ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَتَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ تَعْنِيْ اِزَارَهٗ۔

(رواہ البخاری)

۱۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت حضور پاک کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ بیری کے پتے جوش دیئے ہوئے پانی سے تین یا پانچ بار غسل دو اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ اور آخر میں کافور لگاؤ اور جب غسل سے فارغ ہو تو مجھے مطلع کرو وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم فارغ ہوئے تو حضور کو خبر دی۔ آپ نے اپنا تہبند عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادی کے بدن سے اسے ملا ہوا رکھنا۔

۲۔ رَوٰى بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ اُمُّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَلْبَسَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهٗ وَاضْطَجَعَ مَعَهَا فِيْ قَبْرِهَا فَقَالُوْا مَا رَاَيْنَاكَ صَنَعْتَ مَا صَنَعْتَ بِهٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ بَعْدَ اَبِيْ طَالِبٍ اَبَرَّ بِيْ مِنْهَا اِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِيْ لِتُكْسٰى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا لِيُهَوَّنَ عَلَيْهَا۔ (وفاء الوفاء)

۲۔ یعنی روایت کیا ابن عبد البر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص ان کو پہنایا اور ان کے ساتھ قبر میں لیٹے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور نے آج وہ فعل کیا جو کبھی نہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہوا کہ ابو طالب کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ کوئی احسان کرنے والا نہ تھا میں نے

اپنا کرتہ اس لیے پہنایا کہ یہ جنت کا لباس پہنیں اور لیٹا اس لیے کہ ان پر قبر کی تکلیف آسان ہو جائے۔

کفن پر کلمہ طیبہ تحریر کرنا یا عہد نامہ رکھنا

حضرات اہلِ سنّت کے یہاں یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ میت کے کفن یا علٰحدہ کپڑے پر کلمہ طیبہ تحریر کر دیتے ہیں تاکہ ان کی برکت سے عذاب قبر میں کمی ہو۔ یہ طریقہ صحیح ہے۔

امام ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کی:

۳۔ مَنْ كَتَبَ هٰذَا الدُّعَاءَ وَجَعَلَهٗ بَيْنَ صَدْرِ الْمَيِّتِ وَكَفَنِهٖ فِيْ رُقْعَةٍ لَمْ يَنَلْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا يَرٰى مُنْكَرًا وَّنَكِيْرًا وَهُوَ هٰذَا۔

۳۔ جو شخص یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھے اسے عذاب قبر نہ ہو اور نہ منکر و نکیر نظر آئیں۔

وہ دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

۴۔ دوسری جگہ امام ترمذی نے بروایت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز کے بعد یہ دعا پڑھے تو فرشتے اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لیے اٹھا رکھیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اس بندہ کو قبر سے اٹھائے گا تو فرشتے وہ نوشتہ ساتھ لائیں گے اور ندا ہو گی وہ بندے کہاں ہیں انہیں وہ عہد نامہ دے دیا جائے۔

عہد نامہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ

اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے غیب و شہادت جاننے والے رحمٰن و رحیم میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اس دنیوی زندگی میں اس کا کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ السُّوْءِ تُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ لِیْ عَهْدًا عِنْدَکَ تُؤَدِّیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تحقیق محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں مجھے میرے نفس کی سپرد نہ کر کیونکہ اگر مجھ کو میرے نفس کی سپرد کیا تو نیکی سے دوری اور بدی سے قرب ہو گا اور میں فقط تیری رحمت پر بھروسہ رکھتا ہوں پس اپنی رحمت کو میرے لیے ذمہ دار بنا اپنے نزدیک جو قیامت تک حاصل ہو۔ بیشک تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔

امام نقیبر بن عمیل اس دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

۵۔ اِذَا کُتِبَ هٰذَا الدُّعَاءُ وَجُعِلَ مَعَ الْمَیِّتِ فِیْ قَبْرِهٖ وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَهٗ۔

۵۔ جب یہ دعا لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اسے سوال نکیرین و عذاب قبر سے امان دے گا۔

در مختار میں ہے:

۶۔ کُتِبَ عَلٰی جَبْهَةِ الْمَیِّتِ اَوْ عِمَامَتِهٖ اَوْ کَفَنِهٖ "عهد نامه" یُرْجٰی اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِلْمَیِّتِ اَوْصٰی بَعْضُهُمْ اَنْ یَّکْتُبَ فِیْ جَبْهَتِهٖ وَصَدْرِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَفُعِلَ ثُمَّ رُاِیَ فِی الْمَنَامِ فَسُئِلَ فَقَالَ لَمَّا وُضِعْتُ فِی الْقَبْرِ جَاءَتْنِیْ مَلٰٓئِکَةُ الْعَذَابِ فَلَمَّا رَاَوْا مَکْتُوْبًا عَلٰی جَبْهَتِیْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالُوْا اٰمِنْتَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

۶۔ یعنی مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لیے بخشش کی امید ہے کسی بزرگ نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دیں وہ لکھی گئی پھر خواب میں وہ نظر آئے استصواب حال پر فرمایا۔ جب میں قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے۔ جب پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی دیکھی تو بولے تجھے عذاب سے امان ہے۔

شجرہ رکھنا

قبر میں شجرہ رکھنے کا طریقہ بھی صحیح ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں:

"شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان است لیکن ایں را دو طریق است اول ایں کہ برسینہ مردہ درون کفن یا بالائے کفن گزارند وایں طریق را فقہا منع می کنند و می گویند کہ از بدن مردہ خون و ریم سیلان می کند و موجب سوء ادب باسماء بزرگان می شود و طریق دوم ایں است کہ جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگزارند و دراں کاغذ شجرہ را نہند۔"

اولیاء اللہ کے قریب دفن کرنا

عرصہ سے یہ معمول ہے کہ صلحا اور اولیاء اللہ کے قریب دفن کرتے ہیں تاکہ ان کی برکت سے خدا عذابِ قبر کی تکالیف سے محفوظ فرمائے۔

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَزْدِيِّ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَءُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ اُرِيْدُهٗ لِنَفْسِيْ فَلَاُوْثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا اَقْبَلَ قَالَ لَهٗ مَا لَدَيْكَ قَالَ اَذِنَتْ لَكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ اَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ۔

۱۔ یعنی عمرو بن میمون ازدی سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ انہوں نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرا سلام کہہ کر سوال کرو کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جاؤں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لیے رکھا تھا لیکن اب میں ترجیح دیتی ہوں حضرت عمر کو اپنے نفس پر

پس جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو امیرالمومنین نے پوچھا کیا خبر لائے عرض کیا اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا کوئی چیز مجھے اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ اہم نہ تھی۔

علامہ عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِیْہِ الْحِرْصُ عَلٰی مُجَاوَرَۃِ الصَّالِحِیْنَ فِی الْقُبُوْرِ طَمَعًا فِی اِصَابَۃِ الرَّحْمَۃِ اِذَا نَزَلَتْ عَلَیْھِمْ وَفِیْ دُعَاءِ مَنْ یَزُوْرُھُمْ مِنْ اَھْلِ الْخَیْرِ۔

یعنی اس حدیث میں اچھے لوگوں کے جوار میں دفن ہونے پر حرص ہے کہ جب ان پر رحمت نازل ہو تو دوسرے صاحب قبر کو بھی پہنچے۔ جو اہل خیر ان لوگوں کی زیارت کریں وہ اس صاحب قبر کے لیے بھی دعا کریں۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں فرماتے ہیں:

۲۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْفِنُوْا اَمْوَاتَکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَتَاَذّٰی بِجَارِ السُّوْءِ۔

۲۔ ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں حضور نے فرمایا اپنے مردوں کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردے اپنے برے پڑوسی سے اذیت پاتے ہیں۔

۳۔ وَاَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمُ الْمَیِّتَ فَاَحْسِنُوْا کَفَنَہٗ وَعَجِّلُوْا اِنْجَازَ وَصِیَّتِہٖ وَاَعْمِقُوْا لَہٗ مِنْ قَبْرِہٖ وَجَنِّبُوْہُ جَارَ السُّوْءِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَنْفَعُ الْجَارُ الصَّالِحُ فِی الْاٰخِرَۃِ قَالَ ھَلْ یَنْفَعُ فِی الدُّنْیَا قَالَ نَعَمْ قَالَ کَذٰلِکَ یَنْفَعُ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

۳۔ یعنی ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی انتقال کرے تو اس کا کفن اچھا دو اور اس کی وصیت جاری کرنے میں جلدی کرو اور اس کی قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اچھا پڑوسی آخرت میں کچھ نفع پہنچاتا ہے کہا: ہاں فرمایا تو اسی طرح آخرت

ہیں بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنا اور اذان دینا

ہمارے یہاں کا یہ معمول کہ بعد دفن قبر پر پانی چھڑک دیتے ہیں یہ بھی صحیح ہے:

۱- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰی قَبْرِہٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ۔

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبر منورہ پر پانی چھڑکا گیا اور جس نے پانی چھڑکا وہ بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے مشک سے پانی چھڑکا۔ سرہانے کی طرف سے شروع کیا اور پائیں ختم کیا۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی:

۲- قَالَ لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ سَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

۲- جب حضرت سعد بن معاذ دفن کر دیئے گئے اور قبر درست ہوگئی۔ حضور پاک دیر تک وہاں سبحان اللہ فرماتے رہے پھر حضور نے اللہ اکبر فرمایا۔ صحابہ کرام حضور کے ساتھ فرماتے رہے اس کے بعد حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ نے اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرمائی۔ فرمایا: اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا نے کشادہ فرمائی۔

چونکہ قبر میں شیطان اگر ورغلاتا ہے اس لیے اذان دی جاتی ہے تاکہ شیطان دفع ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے:

اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَہٗ حُصَاصٌ۔

جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔

قبر پر شاخ لگانا اور پھول ڈالنا

یہ طریقہ بھی صحیح ہے کہ قبر میں بعد دفن شاخ تر لگاتے اور پھول ڈالتے ہیں:

۱۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ وَمَکَّۃَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُھُمْ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَۃٍ فَکَسَرَھَا کِسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِنْھُمَا کِسْرَۃً فَقِیْلَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ فعلت ھٰذَا قَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُخَفَّفَ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا۔

(رواہ البخاری)

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں تو دو آدمیوں کی آواز سنی کہ ان پر قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہوتا جس سے بچنا مشکل ہو۔ فرمایا ان میں ایک تو پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر کھجور کی ایک شاخ تر منگوا کر دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پہ ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کیوں کیا۔ فرمایا: تاکہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔

احادیث و آیات سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر زندہ چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے لکڑی کی حیات یہ ہے کہ جب تک وہ تر ہے زندہ ہے۔ اسی حدیث پر نظر کر کے قبر پر پھول ڈالتے ہیں تاکہ وہ تسبیح کریں اور مردہ کو فائدہ پہنچے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ ہمارے یہاں کا یہ طریقہ کہ شاخ تر لگا دیتے ہیں صحیح ہے۔

تلاوت و ایصال ثواب

قبرستان میں جاکر آیات کلام پاک پڑھ کر مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا ثابت شدہ مسئلہ ہے اور علماء نے اسے مستحب قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

۱۔ وَاستحبَّ العُلَمَاءُ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ اِذْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ اَوْلٰى بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ تَسْبِيْحِ الْجَرِيْدِ۔

۱۔ یعنی علماء نے اس حدیث سے (جسے ہم نے قبر پر شاخ لگانے کے عنوان میں درج کیا) قبر کے پاس قرآن شریف کی تلاوت کو تخفیف عذاب کے لیے شاخ کی تسبیح کرنے سے زیادہ اولیٰ فرمایا۔

علامہ سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

۲۔ وَاَمَّا قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عَلَى الْقَبْرِ فَجَزَمَ بِمَشْرُوْعِيَّتِهَا اَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ قَالَ الزَّعْفَرَانِىْ سَئَلْتُ الشَّافِعِىَّ عَنِ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ وَقَالَ النَّوَوِىْ فِىْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ يُسْتَحَبُّ لِزَائِرِ الْقُبُوْرِ اَنْ يَقْرَءَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيَدْعُوْ لَهُمْ عَقْبَهَا۔

۲۔ قرآن شریف کا قبر پر پڑھنا تو ہمارے اصحاب اور دوسروں نے اس کے مشروع ہونے کا یقین کیا ہے امام زعفرانی نے کہا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں علامہ نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ زائر قبور کے لیے مستحب ہے کہ بس قدر بہ آسانی قرآن شریف پڑھ سکے اتنا قرآن پڑھے اور اس کے بعد مردوں کے لیے دعا کرے۔

۳۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نے فرمایا جو شخص کہ ایک حرف قرآن شریف کا پڑھے ایک حسنہ ملے گا اور ایک حسنہ کا ثواب دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف

اَقُوْلُ لَكُمْ اَلٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔ (رواہ البخاری والحاکم والترمذی)

ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے تو جو شخص الم پڑھیگا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔

ایصال ثواب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

۱- اَخْرَجَ الْخَلَّالُ فِی الْجَامِعِ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

۱- یعنی جب انصار رضی اللہ عنہم کے یہاں کوئی مرتا تو لوگ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن شریف پڑھتے۔

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَاْ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ خَاتِمَةُ الْبَقَرَةِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

۲- یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو مت روکو اور اسے جلد قبر تک پہنچاؤ اس کے سرہانے ابتداء سورۂ بقر مفلحون تک اور پائینتی خاتمہ بقرہ یعنی آمن الرسول سے آخر تک پڑھو۔

سعد بن علی زنجانی نے فوائد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَاْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا شُفَعَاءَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔ (مرقاۃ جلد ۲)

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا جو شخص قبرستان جائے اور پھر سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے پھر کہے خداوندا جو کچھ میں نے تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب مقبرہ والے مسلمان مرد اور مسلم عورتوں کو پہنچا تو وہ لوگ خدا کے یہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔

روایت کیا عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے:

۴۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَءَ سُوْرَۃَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَکَانَ لَہٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْھَا حَسَنَاتٌ۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا بیشک جو قبرستان جاکر سورۂ یاسین پڑھے خدائے تعالیٰ تخفیف عذاب فرماتا اور بے حساب حسنات عطا فرماتا ہے۔

(رواہ عبدالعزیز صاحب الخلال بسندہ)

پنج آیات

ایصال ثواب کے لیے پنج آیات کا رواج صحیح ہے پڑھنے والا جہاں سے چاہے آیات طیبہ پڑھ سکتا ہے لیکن جن سورتوں کے فضائل خصوصیت سے احادیث میں وارد ہیں اس لیے ان کے پڑھنے کا معمول ہوگیا ہے چنانچہ پنج آیات کے بارہ میں مختصراً چند احادیث شریفہ درج کی جاتی ہیں:

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ مِثْلَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ وَھِیَ سَبْعُ الْمَثَانِیْ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا توریت و انجیل میں کوئی سورۃ اللہ نے سورہ فاتحہ کے مثل نازل نہیں کی اور یہ سبع مثانی ہے۔ (کنز العمال ترمذی و نسائی)

۲۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ اُنْزِلَتْ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ اُمُّ الْکِتَابِ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَخَوَاتِیْمُ الْبَقَرَۃِ وَالْکَوْثَرُ

۲۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے ارشاد فرمایا چار سورتیں ایسی ہیں جو اس خزانہ سے نازل کی گئیں جو عرش کے نیچے ہے سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، خواتیم البقرہ، سورۃ کوثر۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۔ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نے فرمایا: قل ہو اللہ احد

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

۴۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ عَلَیَّ آیَاتٌ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نے فرمایا مجھ پر چند آیتیں نازل ہوئیں کہ ان کی مثل کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔

(رواہ احمد و ترمذی)

ان آیات کا نام پنج آیات ہے جن کو پڑھ کر درود شریف پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچاتے ہیں۔ درود شریف کے لیے حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

کُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ۔

ہر دعا محجوب رہتی ہے جبتک حضور پر درود نہ پڑھا جائے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر دعا رکی رہتی ہے آسمان و زمین کے مابین جب تک کہ حضور پاک پر درود نہ پڑھا جائے اوپر نہیں چڑھتی۔

اختتام فاتحہ پر ہاتھوں کا ملنا

بیہقی نے دعوت کبیر میں نقل کیا:

عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْهِ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَمَسَحَ وَجْهَهٗ بِیَدَیْهِ۔

صائب بن یزید نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت دعا فرماتے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرتے۔

حصن حصین شریف میں ہے:

آدَابُ الدُّعَاءِ بَسْطُ الْیَدَیْنِ وَرَفْعُهُمَا۔

دعا کے آداب میں یہ ہے کہ پھیلانا دونوں ہاتھوں کا اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

اِذَا سَأَلْتُمَا اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ۔

جب تم سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر سوال کرو۔

اسی مشکوٰۃ میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَّسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّہُمَا صِفْرًا۔

حضور نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ شرم و لحاظ کرنے والا ہے کرم کرنے والا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اس کی طرف تو وہ پھیر دے اس کو خالی۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور طعام و فاتحہ، نیاز

زبدۃ النصائح میں شاہ ولی اللہ صاحب کا استفتا اس طرح درج ہے:

"اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند و بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔"

یہی شاہ صاحب کتاب سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔"

حضرت امامین علیہما السلام کی فاتحہ پر شاہ عبد العزیز صاحب کا فتویٰ

"طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند متبرک میشود و خوردن آں بسیار خوب است۔"

اسی طرح محمد علی خاں صاحب رئیس مراد آباد کے نام شاہ صاحب نے جو مکتوب بھیجا اس کی عبارت یہ ہے:

"پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین مجلس می شود۔"

قرآن کریم میں تو اس بارہ میں صاف فرمادیا گیا۔ جس چیز پر خدا کا کلام پڑھا جائے اسے کھاؤ مگر مانعین پھر بھی مخالف ہیں۔ ہم نے ان حضرات کے اقوال و فتاوے کو صرف اسلیئے نقل کیا ہے کہ مانعین فاتحہ و نیاز ان سے استناد کرتے ہیں۔ اب خدا جانے ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے۔

ایصالِ ثواب کس طرح کیا جائے

فقیہہ شامی نے شرح لباب سے نقل کیا ہے:

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَانٍ۔

۱۔ یعنی اے اللہ پہنچا دے ثواب ہماری قرأت کا فلاں شخص کو۔

شامی نے متاخرین شافعیہ سے نقل کیا:

۲۔ وُصُوْلُ الْقِرَاءَۃِ لِلْمَیِّتِ اِذَا کَانَتْ بِحَضْرَتِہٖ اَوْدَعٰی لَہٗ عُقْبَھَا وَلَوْ غَائِبًا لِاَنَّ مَحَلَّ الْقِرَاءَۃِ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ وَالْبَرَکَۃُ وَالدُّعَاءُ عُقْبَھَا اَرْجٰی لِلْقُبُوْلِ۔

۲۔ یعنی ثابت ہے پہنچنا قرأت کا میت کو میت کے سامنے قراءت ہو یا اگر سامنے نہ ہو اور میت غائب ہو تو پڑھ کر دعا کی جائے اس واسطے کہ وقت پڑھنے کے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور قراءت کرنے کے بعد دعا کرنے میں قبولیت کی امید ہے۔

خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں جو عبادت مالی ہے اس کے اندر اپنی امت کو ثواب میں شریک کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ۔

اے اللہ یہ تجھ سے اور تیرے لیے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ۔

اے اللہ قبول فرما محمد اور آل محمد اور امتِ محمد کی طرف سے۔

جس طرح یہ دعا یا دعائے عقیقہ پڑھتے وقت جانور سامنے ہوتا ہے اسی طرح ثواب پہنچاتے وقت کھانے کو سامنے رکھ کر آیاتِ قرآن پڑھ کر مردوں کی روح کو بخش دیتے ہیں اس میں کیا قباحت ہوئی اور شرک کس طرح لازم آگیا۔

علامہ عینی شرح ہدایہ کے باب الحج میں تحریر فرماتے ہیں،

اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ یَجْتَمِعُوْنَ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ وَّ زَمَانٍ وَیَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَیُهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ مَوْتَاهُمْ عَلٰی هٰذَا اَهْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّیَانَةِ مِنْ کُلِّ مَذْهَبٍ مِنَ الْمَالِکِیَّةِ وَالشَّافِعِیَّةِ وَغَیْرِهِمْ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا۔

بیشک مسلمان ہر زمانہ میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھتے رہے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچاتے رہے ہیں اسی بات پر صلاح و دیانت والے مذہب مالکی و شافعی وغیرہم متفق ہیں اور نہیں انکار کرتا کوئی منکر اور اس پر اجماع ہو گیا۔

الغرض فاتحہ و نذر و نیاز جو مردوں کو ایصال ثواب کے لیے آیات شریفہ پڑھ کر و تعیین تواریخ یا بلا تعیین کیا جائے صحیح ہے تعین تواریخ کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اس میں بزرگوں اور اموات کی یاد ہو جاتی ہے اور عام طور پر پابندی سے ایصال ثواب ہو سکیگا ہم نے جس قدر دلائل اوپر درج کر دیئے وہ عنوانات کی صداقت کے لیے کافی ہیں۔ مانعین و منکرین کے یہاں بھی اب تو ختم بخاری شریف اور کانفرنسوں مدارس کے جلسے اور امتحانات وغیرہ تعین تاریخ سے ہونے لگے ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔

دُوجہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ

قدیم الایام سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ تدفین میت کے دوسرے یا تیسرے دن یا دسویں، بیسویں، چالیسویں کو فاتحہ کرتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں یہ معمولات صحیح ہیں اس سلسلہ میں مانعین تعین کو بدعت سیئہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے ایصال ثواب کے لیے تعین فرمایا اور جمعہ جمعرات کے دن خصوصیت سے والدین کی زیارت کا حکم دیا۔

جمعہ کا تعین

مشکوٰۃ شریف میں بروایت محمد بن نعمان ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِھِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَلَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا

جس کسی نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی زیارت جمعہ کے دن تو اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ نیکوں میں لکھا جائے گا۔

تیجہ کا ثبوت

ملّا علی قاری فتاویٰ الاوزجندی میں نقل فرماتے ہیں:

۱۔ وَکَانَ یَوْمَ الثَّالِثِ مِنْ وَفَاتِ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَبُوْ ذَرٍّ عِنْدَ النَّبِیِّ بِتَمْرَۃٍ یَابِسَۃٍ وَلَبَنٍ فِیْہِ خُبْزٌ مِنْ شَعِیْرٍ فَوَضَعَھَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اِلٰی اَنْ قَالَ رَفَعَ یَدَیْہِ لِلدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِوَجْھِہٖ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَاذَرٍّ اَنْ یَقْسِمَھَا بَیْنَ النَّاسِ۔

۱۔ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس خشک کھجور اور دودھ لائے جس میں جَو کی روٹی تھی اس کو حضور کے نزدیک رکھا حضور نے اس پر سورۃ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاکر منہ پر پھیرے اور حکم دیا کہ لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

۲۔ اَخْرَجَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللَّیْلَۃَ الْاُوْلٰی عَسِیْرَۃٌ عَلَی الْمَیِّتِ فَتَصَدَّقُوْا لَہٗ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یُوَاظِبَ عَلٰی

۲۔ انس بن مالک نے اخراج کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر پہلی رات سخت ہے پس اس کے لیے صدقہ و خیرات کرو۔ اور لائق ہے کہ ہمیشگی کریں

اَلصَّدَقَةُ لِلْمَيِّتِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَقِيْلَ اَرْبَعِيْنَ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَشَوَّقُ اِلٰى بَيْتِهٖ۔

صدقہ میت پر سات دن اور بعضوں نے کہا ہے چالیس روز تک میت اپنے گھر کی شائق ہوتی ہے۔

انہیں اقوال شریفہ پر نظر رکھتے ہوئے سلف سے اب تک یکم سے لے کر چالیس دن تک خیرات وصدقات اور نذر ونیاز کا تعامل چلا آرہا ہے بعض جگہ میت کے ساتھ کچھ غلہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور جب میت دفن کر دی جاتی ہے تو فقراء کو بانٹ دیتے ہیں اس کی غرض بھی یہی ہے کہ اس صدقہ کی بدولت میت کے عذاب میں تخفیف ہو۔ غرض علی العموم ہمارے یہاں کے تمام معمولات ثابت الاصل اور صحیح ہیں۔

سوم کے چنوں پر ستر ہزار بار کلمہ پڑھنا

اکابر متقدمین نے تیسرے دن جسے عرف عام میں تیجہ کہتے ہیں ختم قرآن شریف کے علاوہ چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے کی ترویج دی۔ احادیث شریفہ میں ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کے فضائل درج ہیں۔ عام طور پر اتنی کافی تعداد میں تسبیحوں کا فراہم ہونا ہر جگہ مشکل تھا اس لیے حساب کر کے چنوں پر اس تعداد کے ساتھ پڑھنے کا معمول جاری کر دیا گیا۔ گویا چنے کو تسبیح کا قائم مقام کیا گیا اور ستر ہزار بار پڑھنے کے لیے جماعت ضروری ہے اس لیے عام حکم دے کر مسلمانوں کو میت کی تدفین کے تیسرے دن مجتمع ہو کر قرآن پاک اور کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور یہ تمام چنے غربا اور محتاجوں پر تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اس میں وہ کون سا پہلو ہے جس میں شرک کی ادنیٰ بو بھی آتی ہو۔

کلمہ طیبہ پڑھنے کی اصل

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں نقل فرماتے ہیں:

۱۔ قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّيْنِ بْنُ الْعَرَبِيِّ اَنَّهٗ بَلَغَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

۱۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ

سَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ قِیْلَ لَهٗ غُفِرَ لَهٗ اَیْضًا فَکُنْتُ ذَکَرْتُ التَّھْلِیْلَةَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِیِّ مِنْ غَیْرِ اَنْ نَوِیْ لِاَحَدٍ بِالْخُصُوْصِ فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ الْاَصْحَابِ وَفِیْهِمْ شَابٌّ مَشْهُوْرٌ بِالْکَشْفِ فَاِذَا هُوَ فِیْ اَثْنَاءِ الْاَکْلِ اَظْهَرَ الْبُکَاءَ فَسَاَلْتُهٗ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ فَوَهَبْتُ فِیْ بَاطِنِیْ ثَوَابَ التَّهْلِیْلَةِ الْمَذْکُوْرَةِ لَهَا فَضَحِكَ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاهَا الْاٰنَ فِیْ حُسْنِ الْمَاٰبِ فَقَالَ الشَّیْخُ فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِیْثِ بِصِحَّةِ کَشْفِهٖ وَصِحَّةَ کَشْفِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِیْثِ۔

جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے اتنی بار کہا جائے اس کی بھی مغفرت ہو میں نے اتنی ہی بار لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور اس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ تھی میں اپنے رفقاء میں سے ایک رفیق کے یہاں دعوت میں گیا ان میں ایک وہ جوان بھی تھا جس کے کشف کا شہرہ تھا وہ کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا سبب پوچھا کہا، اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں پڑھے ہوئے کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا وہ جوان اسی وقت ہنسنے لگا اور کہنے لگا اب میں اپنی ماں کو اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے پہچانی۔

بعض احادیث میں ستر ہزار کے علاوہ ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر میت کو بخشنے کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس کے باعث میت کی مغفرت ہوتی ہے۔

عرس

تمام سلاسل طریقت میں معمول ہے کہ جس تاریخ پر کسی بزرگ کا وصال ہوا اس پر عام و خاص مسلمان مجتمع ہو کر ختم کلام پاک کرتے ہیں مجالس ذکر نبویہ منعقد ہوتی ہیں۔ مواعظِ حسنہ کا سلسلہ رہتا ہے جس میں احکام خدا اور رسول پاک بیان کئے جاتے ہیں۔ بقیہ اوقات میں اذکار جلی وغیرہ کئے جاتے ہیں یہ معمول صحیح و مستحب ہے جس کی سند موجود ہے۔

۱- عَنْ عَبَّادِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّہَدَآءِ بِاُحُدٍ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ قَالَ وَجَاءَ ھَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عمر ثم عثمان رضی اللّٰہ عَنْہُمْ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ سُفْیَانَ حَاجًّا جَاءَ ھُمْ قَالَ وَمَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَاجَہُ الشِّعْبَ قَالَ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ۔

۱- یعنی عباد بن ابی صالح سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے اور سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار فرماتے۔ راوی نے کہا کہ حضور کے بعد حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر و عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی آیا کرتے تھے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے آئے اور مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ بھی آئے۔ راوی نے کہا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے سامنے تشریف لائے تو سَلَامٌ عَلَیْکُمْ فَنِعْمَ اَجْرُ العاملین فرماتے۔

(رواہ ابن شیبہ وفاالوفاء)

حدیث مذکورہ میں لفظ راس کل حول کو سامنے رکھ کر حضرات اولیاء اللہ اور علمائے متقدمین نے اعراس کی ترویج فرمائی اگر بنظر عمیق عرسوں کی حقیقت پر نگاہ ڈال جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اعراس دراصل سال کا ایک عظیم الشان اجتماع تھے جن میں حضرات مشائخین اپنے خلفاء و مریدوں کا تزکیہ روحانی فرماکر تبلیغی میدانوں وصحراؤں میں روانہ کرتے تھے اور ان مقدس مجالس عرس میں تبلیغ دین اور تزکیہ روحانی کے احکام صادر کیے جاتے تھے۔ آج بھی اگر ہماری خانقاہوں کا وہی اگلا سا نظام قائم ہو جائے اور حضرات مشائخین کرام اپنے اسلاف کبار کی تبلیغی حیات پر نظر فرماکر سعی کریں تو موجودہ دور لامذہبیت دور ہو جائے اور پھر اہل زمانہ کو انھیں کمبل پوشوں کے قدموں پر سر اطاعت خم کرنا پڑے۔

اعراس شریفہ کی محافل میں جس قدر مواعظ وغیرہ ہوتے ہیں وہ ارادتمندوں اور مریدین کے اندر مذہبی کیفیت و جوش پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان مواقع پر ہزاروں وہ غرباء جو قوت لایموت

کو تر ستے ہیں ان کے پیٹ بھرنے کا سامان ہو جاتا ہے ۔ البتہ ان اعراس کو ناچ رنگ کی محفل بنانا اور ایسے امور کا ارتکاب کرنا جو شریعت کیخلاف ہوں ممنوع ہیں ۔ مثلاً مزارات و اعراس پر عورتوں کا کثرت سے بے نقاب و بے پردہ آنا اور مردوں کے مجمع میں بغیر حجاب کے شریک ہونا غیر صحیح ہے اور یہ سبب ہے اس کا کہ آج ہمارے ہاتھ میں نہ تو کوئی قوت نفاذیہ ہے اور نہ احکام اسلامی کے حدود کے اجراء کی کوئی طاقت جب تک یہ نہ ہو حضرات علماء و مشائخین کرام کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور سے روکیں اور اپنے مواعظ میں اس کی تبلیغ کریں ۔ عورتیں اگر شرکت بھی کریں تو ان کی نشست مردوں سے قطعاً علیحدہ ہونی چاہیئے ۔

سراج الہدایہ میں ہے :

۲- وَیحتاطُ فِی سَاعَۃِ نَقلِ الرُّوحِ فَاِنَّ اَرْوَاحَ المَوتٰی یَاتُونَ فِی اَیَّامِ العُرسِ فِی کُلِّ عَامٍ فِی ذٰلِکَ المَوضِعِ فِی تِلکَ السَّاعَۃِ فَاِنَّ بِذٰلِکَ تَفرَحُ اَرْوَاحُھُم وَاِنَّ فِیہِ تَاثِیرًا بَلِیغًا ۔

۲- اور جس وقت روح منتقل ہوتی ہے اس وقت کی احتیاط کی جائے کیونکہ مردوں کی روحیں عرس کے دنوں میں ہر سال اس وقت جبکہ روح نکلی تھی اپنی جگہ پر آتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں اور اس میں تاثیر بلیغ ہے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہمعات میں لکھتے ہیں :

"ازینجاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و منتسبانِ ایشاں ۔"

غرض نفس عرس کا مسئلہ اپنی جگہ صحیح ہے اور ارواح اولیاء اللہ کا ان مواقع پر قبر میں آنا ثابت ہے ۔ تاریخ انتقال کی احتیاط کی جانے کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس وقت اس ولی کا وصال ہوا ہے اس موقعہ کو فراموش نہ کیا جائے بلاشبہ وہ وقت باعث برکت ہے ۔

آج تو مانعین و منکرین کا یہ حال ہے کہ وہ مشرکین ہند کے سالانہ جلوس جو مہنتوں اور تاریخوں کی قید سے ہوتے ہیں ان میں نہ صرف یہ کہ شرکت کرتے ہیں بلکہ قومی فریضہ ٹھہراتے ہیں ۔

چادریں چڑھانا

اولیاء اللہ کے مزارات پر چادریں ڈالنا جائز ہے جس کی غرض میت کی عظمت و توقیر ہے۔ ائمہ مجتہدین نے غلاف کعبہ سے استناد فرمایا چنانچہ اس باب میں مختصر احکام درج کئے جاتے ہیں تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں علامہ محمد بن عابدین نے کشف النور عن اصحاب القبور مصنفہ امام علامہ نابلسی قدس سرہ سے نقل کیا۔

لٰكِنْ نَحْنُ الْاٰنَ نَقُوْلُ اِنْ كَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيْمُ فِيْ اَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ الَّذِيْ وُضِعَتْ عَلَيْهِ الثِّيَابُ وَالْعَمَائِمُ وَجَلْبُ الْخُشُوْعِ وَالْاَدَبِ بِقُلُوْبِ الْغَافِلِيْنَ الزَّائِرِيْنَ لِاَنَّ قُلُوْبَهُمْ نَافِرَةٌ عِنْدَ الْحُضُوْرِ فِي التَّاَدُّبِ بَيْنَ يَدَيْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمَدْفُوْنِيْنَ فِيْ تِلْكَ الْقُبُوْرِ كَمَا ذَكَرْنَا مِنْ حُضُوْرِ رُوْحَانِيَّتِهِمُ الْمُبَارَكَةِ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ فَهُوَ اَمْرٌ جَائِزٌ لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ لِاَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى۔

لیکن اس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چادر وغیرہ کے ڈالنے سے عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کرام کی عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ جس مزار پر کپڑے عمامے رکھے دیکھیں اس کو ولی کا مزار جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب پیدا ہو کر مزاراتِ اولیاء کے حضور میں ان کے دل ادب کے لیے تابع دار نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لیے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی نیت کا بدلہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

وَلٰكِنْ نَقُوْلُ الْاٰنَ اِذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيْمَ فِيْ عُيُوْنِ الْعَامَّةِ كَيْ لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلِجَلْبِ الْخُشُوْعِ

لیکن اس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نگاہ میں مزارات کی عظمت پیدا کرتا ہو تاکہ وہ تحقیر نہ کریں صاحب قبر کی

وَالْاَدَبِ بِالْغَافِلِيْنَ الزَّائِرِيْنَ فَهُوَ جَائِزٌ۔ — اور غافلوں کے دلوں میں خشوع وادب پیدا ہو تو جائز ہے۔

البتہ چادروں کا جلوس طوائفوں وغیرہ کے ساتھ نکالنا قطعاً ناجائز ہے۔

چراغاں کرنا

خانقاہوں یا قبرستان میں جہاں ایامِ عرس میں زائرین کا اجتماع ہوتا ہے۔ لوگ نماز پڑھتے ہیں تلاوت کلام پاک کی جاتی ہے۔ رات کو بیٹھ کر ذکر کیا جاتا ہے۔ نعت و مناقب نبویہ اور مواعظ حسنہ کی مجالس منعقد ہوتی ہیں روشنی یا چراغاں کرنا صحیح و درست ہے۔ تاکہ زائرین کو دشواری نہ ہو۔

علمائے متقدمین نے حضرت تمیم داری صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے جو انہوں نے مسجد نبویہ میں چراغاں کر کے کیا سند لی ہے۔

علامہ عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں:

وَكَانَ تَمِيْمُ الدَّارِيُّ مِنْ اَفَاضِلِ الصَّحَابَةِ وَلَهُ مَنَاقِبُ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ اَسْرَجَ الْمَسْجِدَ۔ — حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں صاحب مناقب صحابی ہیں اور وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا۔

انہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ کے صـ۲۶۲ پر جو تحریر ہے اس کا ہم یہاں ترجمہ نقل کرتے ہیں:

"کہا سراج غلام تمیم داری نے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب تمیم داری کے پانچ غلام تھے میرے آقا نے مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کو زیتون کے تیل کے چراغوں سے منور کر دیا۔ اس سے پہلے خورمہ کی لکڑی جلتی تھی پس حضور پاک نے دریافت فرمایا کہ ہماری مسجد کو کس نے جگمگا دیا۔ تمیم داری نے کہا میرے غلام نے اور میری طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا۔ حضور نے میرا نام دریافت فرمایا میں نے اپنا نام فتح عرض کر دیا۔ فرمایا

نہیں اس کا نام سراج ہے۔"

اسی واقعہ سے علمائے کرام نے چراغاں کرنا جائز و مستحب قرار دیا۔

مجمع البحار میں ہے:

اِنْ کَانَ ثَمَّ مَسْجِدٌ اَوْغَیْرُہٗ یُنْتَفَعُ فِیْہِ لِلتِّلَاوَۃِ وَالذِّکْرِ فَلَا بَاسَ بِالسِّرَاجِ فِیْہِ

اگر قبرستان میں مسجد وغیرہ ہو کہ اس میں تلاوت و ذکر سے نفع حاصل کیا جائے تو وہاں چراغ میں حرج نہیں۔

حدیقہ ندیہ میں ہے:

وَ اَمَّا اِذَا کَانَ مَوْضِعُ الْقُبُوْرِ مَسْجِدًا اَوْ عَلٰی طَرِیْقٍ اَوْ کَانَ هُنَاکَ اَحَدٌ جَالِسٌ اَوْ کَانَ قَبْرُ وَلِیٍّ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ وَعَالِمٍ مِّنَ الْمُحَقِّقِیْنَ تَعْظِیْمًا لِرُوْحِهِ الْمُشْرِقَةِ عَلٰی تُرَابِ جَسَدِہٖ کَاِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَی الْاَرْضِ اِعْلَامًا لِلنَّاسِ اَنَّہٗ وَلِیٌّ لِیَتَبَرَّکُوْا وَ یَدْعُوا اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَہٗ لِیُسْتَجَابَ لَهُمْ فَهُوَ اَمْرٌ جَائِزٌ لَا مَنْعَ مِنْهُ وَالْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

عارف باللہ حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبرستانوں میں چراغ جلانے کی ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ بالکل نفع سے خالی ہو ورنہ اگر وہاں مسجد ہو یا گزرگاہ یا وہاں پر کوئی بیٹھتا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے، اس کی روح مبارک کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح اپنا پرتو ڈال رہی ہے جیسے زمین پر آفتاب اس کی تعظیم کے لیے چراغاں کیا جائے تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز ہے جس کی ہرگز ممانعت نہیں اور ہر کام کا دار و مدار نیت پر ہے۔

اس عنوان کے سلسلہ میں مانعین اس حدیث شریف کو پیش کرتے ہیں جس میں خاص قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت کی گئی ہے لیکن قبر کے نزدیک یا مقبرہ میں بغرض دینی ہو تو ممانعت نہیں۔

اس زمانہ میں یہ مانعین بجلی کے ہزاروں قمقموں کو روشن کر کے اپنی کانفرنسوں کی رونق دوبالا

کرکے اور مجمع کی سہولت کی خاطر ہزاروں روپیہ صرف روشنی کی نذر کر دیتے ہیں، جہاں یہ غرض ہو کہ زائرین آرام سے تلاوت کلام پاک کریں، نماز ادا کریں آسانی سے راتوں کو چل پھر سکیں، موذی کیڑوں سے روشنی کے باعث محفوظ ہو جائیں وہ روشنی ممنوع بتائی جائے۔ اگر جلسوں کانفرنسوں کی روشنی اس لیے جائز ہے کہ سامعین کو سہولت ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ مقابر میں آنے جانے والوں، ختم کلام پاک کرنے والوں کے لیے چراغاں ناجائز ہو۔

گیارھویں شریف

حضرت دستگیر عالم حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو ایصال ثواب کی غرض سے گیارھویں شریف منعقد کرنا باعث برکت و ثواب ہے اور اس کی مداومت تاثیر عجیب رکھتی ہے جس کی ممانعت میں نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث سابقہ اوراق میں ہم نے ایصال ثواب کی احادیث ذکر کر دی ہیں۔ مختصراً یہاں بھی اس کا ذکر کیے دیتے ہیں۔

سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورا اور پیر کے دن کے روزہ کا تعین فرمایا۔ اسی طرح حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس درخواست کو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان کے ایک گوشہ میں نماز پڑھیں آپ نے قبول فرمایا اور نماز کی جگہ معین فرما دی اسی طرح مسجد قبا جانے کے لیے ہفتہ کا دن معین کیا۔

غرض گیارھویں شریف بارھویں شریف وغیرہ کا بغرض ایصال ثواب و نفع اموات و احیاء منعقد کرنا غربا کو ایصال ثواب کے بعد طعام تقسیم کرنا ثواب شرعی کی ایک قسم ہے جسکا انکار مضامین قرآن و حدیث و اجماع امت کے مخالف ہے اسے مطلقاً بدعت و حرام بتانا جہالت ہے کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟ ہر بدعت ہرگز گمراہی نہیں۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح مقرر کی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی قائم کی اور اسی طرح دوسرے اور امور۔ کیا معاذ اللہ ان اکابر کو بدعتی کہا جا سکتا ہے؟ قرآن کریم پر اعراب لگانا صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرنا۔ جمعہ کی تعطیل نمازوں کے اوقات کا گھنٹوں گھڑیوں کے حساب سے مقرر کرنا۔ رسائل و اخبارات

کے سالنامے نکالنا اور اخبارات کے لیئے پابندی نظام اوقات کے لیے ہر معینہ تاریخ پر شائع کرنا کانفرنسوں اور جلسوں کے لیے قبل سے تواریخ وسال کا تعین کرنا شعبان کے مہینے میں خصوصیت سے امتحانات مدارس کا ہونا اور تعطیل کیا جانا یہ وہ سب امور ہیں جن پر مانعین کا عمل ہو رہا ہے اگر یہ امور مروجہ صحیح اور بدعت نہیں ہیں تو پھر گیارہویں اور بارہویں شریف کیونکہ بدعت سیئہ ہو سکتی ہیں۔ اکابر علمائے محققین نے اس بارہ میں کافی مواد جمع فرمادیا ہے جسے بخوفِ طوالت کتاب ہم نے ترک کر دیا ہے۔

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کی بحث

صاحب قبر کو اپنی مصیبت کے وقت ندا کرنے کا بیان سابقہ اوراق میں درج کیا جا چکا ہے، موجودہ عنوان کے ماتحت اس کا اعادہ تطویل کا باعث ہوگا اس لیے ہم یہاں ان میں کی بعض احادیث اور بعض اشعار اور دوسرے اقوال علماء نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ نداء غیراللہ اس عنوان میں بخوبی واضح ہو جائے۔

علامہ حصن حصین بسند صحیح حدیث نقل فرماتے ہیں، جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا اہم ضرورت پیش آئے تو کہے:

۱۔ یَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ

علامہ حصن حصین نے بسند صحیح حدیث نقل فرمائی:

۲۔ مَنْ كَانَتْ لَهٗ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْا۔

۲۔ جب کسی کو کوئی ضرورت لاحق ہو تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھ کر ذیل کی دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتَقْضٰى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

حدیث نمبر ۱ میں بہ لفظ یا عباد اللہ تین بار کی تکرار سے اور وہ بھی غائب بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور

حدیث نمبر ۲ میں لفظ یا محمد کے ساتھ نفس مسئلہ نداء غیراللہ کو اچھی طرح

ثابت و صحیح قرار دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے اس دعا کو بعد وصال بھی لوگوں کو بصارتِ چشم کے لیے بتایا اگر معاذ اللہ یا محمد کہنا بعد وصال حرام و شرک ہوتا تو اصحاب کبار کیوں اس عمل کو جاری فرماتے۔

۳۔ اسی طرح حضرت نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر ہم نے کتاب استیعاب سے حیات النبی کے عنوان میں جو درج کیا اس میں صاف و صریح الفاظ میں مزار مبارک سے ندا ہے پھر یہاں درج کرتے ہیں:

فَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبَيْهِ
اَلَا يَا غَوْثَنَا لَا تَسْمَعُوْنَا

علامہ قاضی عیاض شفا میں نقل فرماتے ہیں:

۴۔ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاه

۴۔ تحقیق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیر میں موچ آگئی ان سے کہا گیا کہ جو تمہیں تمام انسانوں میں زیادہ محبوب ہو اسے یاد کرو۔ پس انہوں نے بلند آواز سے کہا، یا محمداہ۔

جدی و مولائی حضرت تاج العرفا مولانا فضل رسول البدایونی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب بوارق محمدیہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسب ذیل اشعار تحریر فرمائے:

۵۔ اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا
وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَكُ جَافِيًا

۵۔ یا رسول اللہ آپ ہماری امید تھے۔ اور ہم پر رحیم تھے اور ہم پر ظلم کرنے والے نہ تھے

۶۔ وَكُنْتَ رَحِيْمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا
لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

۶۔ اور آپ ہم پر رحیم و ہادی اور معلم تھے آج کے دن آپ پر رونیوالے رو رہے ہیں

۷۔ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً وَاُدْخِلْتَ
جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِيًا

۷۔ آپ پر تحیہ و سلام ہو اور آپ جنات عدن میں رضامند ہو کر داخل ہوں۔

حضرت امام یافعی فرماتے ہیں:

۸۔ يَا وَاحِدَ الدَّهْرِ يَا عَيْنَ الْوُجُوْدِ وَيَا
غَيْثَ الْاَنَامِ وَهَادِيْ كُلِّ حَيْرَانٖ

۸۔ اے یکتائے زمانہ اے عین وجود اے مخلوق کے فریادرس اور متحیر کے راہنما۔

صاحب مواہب سیدی علی بن وفا کے شعر نقل فرماتے ہیں:

۹۔ اَلَا یَا صَاحِبَ الْوَجْهِ الْجَمِیْلِ
سَأَلْتُكَ مَا بَقِیْتُ وَاَنْتَ رُوْحِیْ

۹۔ اے روشن چہرہ والے میں آپ سے مانگتا رہوں گا جب تک زندہ ہوں۔ آپ میری روح ہیں۔

۱۰۔ مَتٰی غَابَ شَخْصُكَ عَنْ عِیَانِیْ
رَجَعْتُ فَلَا تَرٰی اِلَّا ضَرِیْحِیْ۔

۱۰۔ جب آپ کا وجود میرے سامنے سے غائب ہو جائے گا میں لوٹ آؤں گا پس آپ سوائے میری قبر کے کسی کو نہ دیکھیں گے۔

علامہ بوصیری فرماتے ہیں:

۱۱۔ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

۱۱۔ اور میرے تمام مخلوق سے بزرگ تر مصیبت وحوادث کے اترتے کے وقت آپ کے سوا کون ہے جس سے میں پناہ لوں۔

صاحب قصیدہ ہمزیہ فرماتے ہیں:

۱۲۔ یَا رَحِیْمًا بِالْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا مَا ذَهَلَتْ
عَنْ اَبْنَائِهَا الرُّحَمَا

۱۲۔ اے مسلمانوں پر رحیم جس وقت رحم کرنے والے ان کی خبروں سے غفلت کریں۔

۱۳۔ یَا شَفِیْعًا فِی الْمُذْنِبِیْنَ اِذَا مَا
اَشْفَقَ مِنْ خَوْفِ ذَنْبِهِ الْبُرَا

۱۳۔ اے گناہ گاروں کی سفارش کرنے والے جس وقت کہ گناہوں کے خوف سے اچھے لوگ ڈریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب اپنے قصیدہ اطیب النغم میں فرماتے ہیں:

۱۴۔ وَصَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَا خَیْرَ خَلْقِهٖ
وَ یَا خَیْرَ مَامُوْلٍ وَ یَا خَیْرَ وَاهِبٍ

۱۴۔ خدا آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اس کی مخلوق میں سب سے بہتر اور بہتر امید وار دل سے۔

۱۵۔ وَ یَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّةٍ
وَ مَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ مِنْ جُوْدِ السَّحَائِبِ

۱۵۔ اور اے بہتر ان لوگوں کے جن سے مصیبت کے دور کرنے کی امید کی جاتی ہے اور وہ کہ جن کا جود بارشوں کے جود سے فوقیت لے گیا۔

حضرت امام شافعی نے حضرات اہل بیت کی قبور سے "یا" کے ساتھ جس طرح خطاب فرمایا اسے ملّا علی قاری نے نقل کیا۔ فرماتے ہیں :

۱۶۔ یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ

۱۶۔ اے اہل بیت رسول اللہ کے تمہاری محبت فرض ہے اللہ کی جانب سے اس نے اس کو قرآن میں اتارا۔

۱۷۔ کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ

۱۷۔ تمہاری عظمت قدر کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ندا کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پکارنا ثابت وروشن ہوگیا پس انہیں کے اس فرزند محترم کو جو تمام اولیائے کاملین کا سردار ہے اور جس کا ارشاد ہے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ اور جو یہ فرماتا ہے۔

یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ

جس کا سلسلہ شریفہ تمام سلاسل طریقت کا مرکز اصلی اسے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر پکارنا ہر طرح صحیح ہے سلسلہ قادریہ میں یہ ذکر شریف عجیب التاثیر اور جامع البرکات مانا گیا ہے جس کے پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں ان کی نقل کی گنجائش نہیں۔ اب ذیل میں فقہائے کرام کے اقوال اس بارہ میں درج کیئے جاتے ہیں۔

فقہ حنفیہ کی کتابوں میں فتاوٰے خیریہ معتبر اور صحیح کتاب ہے اس میں ہے :

۱۔ اَمَّا قَوْلُھُمْ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرْ فَھُوَ نِدَاءٌ وَاِذَا اُضِیْفَ اِلَیْہِ شَیْئًا لِلّٰہِ فَھُوَ طَلَبُ شَیْءٍ اِکْرَامًا لِلّٰہِ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِہٖ۔

۱۔ اہل اسلام کا قول یا شیخ عبدالقادر ایک ندا ہے اور جب اس کی طرف شیئاً للہ ملا دیا جائے پس وہ اکراماً للہ طلب شے ہے پس اس کے حرام ہونے کا کون سا موجب ہے کوئی نہیں۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک یا علی یا علی یا علی پکارنا

شاہ ولی اللہ صاحب کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر کرتے ہیں:

"ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ و ایشاں بعمل آنچہ در جواہر خمسہ است اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی والیضاً در سفر حج چوں بر لاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند یل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند"

شاہ صاحب نے دعائے سیفی کی ترکیب یوں تحریر فرمائی:

"نادِ علی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند و آں ایں است":

نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِی النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِیْ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِیُّ يَا عَلِیُّ يَا عَلِیُّ۔

یعنی پکار مولا علی کو جو عجائب خوارق کے مظہر ہیں تو ان کو مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا ہر غم و الم دور ہوتا ہے حضور کی ولایت سے۔ یا علی یا علی یا علی۔

کیا نادِ علی کے الفاظ یا علی یا علی یا علی کی تکرار اور دوسرے الفاظ خطاب پر مانعین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بھی مشرک ٹھہرائیں گے، یا نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کے مصداق ان کے بعض اقوال پر ایمان اور بعض سے انکار کریں گے۔

یہی شاہ صاحب انتباہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:

"بعض اصحاب طریقہ قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور می کنند۔

اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یک صد و دوازدہ بار کلمہ تمجید و یک صد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی خوانند۔

طبقات حسامیہ میں خواجہ کلاں صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ علیہما الرحمہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں تحریر فرمایا:

"وخود زیادہ بر ایں چہ منقبت خواہد بود کہ خواص و عوام حرمین الشریفین یاد وی را عقب یاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم می دارند و در پیش آمد ہر امر التجا بدرگاہِ رسول اللہ از روِ استعانت می جویند و ہر کہ در آں مقامین طیبین ست بہ شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر مترنم و مترنم است۔"

اس سے زیادہ آپ کی اور کیا تعریف ہو گی کہ خواص و عوام حرمین طیبین آپ کی یاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کے بعد کرتے ہیں اور وہ ہر مصیبت کے پیش آنے پر ان سے مدد چاہتے ہیں اور حضور کی بارگاہِ عالی میں سرکار غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کو وسیلہ بناتے ہیں۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے حضور سیدنا غوث اعظم سلطان الاولیا، حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے نقل فرمایا اور حضرت شیخ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اخبار الاخیار میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ خود حضرت شیخ فرماتے ہیں:

جو کچھ خدا سے چاہو میرے وسیلہ سے چاہو تو تمہارا چاہا پورا ہو گا نیز فرماتے ہیں جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے وہ مصیبت دور ہو جائے۔ جو شدت غم میں میرے نام سے مجھے پکارے اس سے وہ شدت دور ہو جائے۔

انشاء اللہ آپ کا فیض باطنی الی یوم القیامۃ جاری رہے گا۔ اور ان کے شفقت و کرم سے ہم قادری غلام میدانِ حشر میں اپنے آقا و مولا کے لوائے غوثیت کے زیر سایہ ہوں گے

تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ہمارے خاندان عالیہ قادریہ کے اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلمی رسائل میں بارگاہِ غوثیت میں پیش کرنے والے معروضات اور قصیدہ غوثیہ شریفہ جو جامع البرکات ہے تفصیل سے درج ہیں جنہیں استصواب کرنا ہو اور جن کے قلوب میں نسبت وارادت کے جذباتِ عقیدت موجزن ہوں وہ فقیر سے دریافت کر سکتے ہیں۔

ہدیہ بروح حضور غوث الثقلین

بارگاہِ سرکار غوثیت مآب حضور غوث الثقلین سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی میں اپنی تمام معصیت شعاریوں بشری کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے رضوان الٰہی اور رحمت نبوی میں آرام فرمانے والے میں گناہ گار و خاطی ہوں۔ عمل و کردار کے لحاظ سے بھی تہی دامن شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو آپ کا ہی واسطہ، آپ کی ریاضت و عبادت زہد و تقوٰی کا صدقہ، مرتبہ ولایت کا تصدق۔ ان شب گذار اوقات کا صدقہ جس میں آپ نے تقرب الی اللہ فرما کر محبوبیت سبحانی کا لقب پایا اور سارے جہان کے اولیاء اللہ کے سردار ہوئے۔ اس لعاب دہن کا صدقہ جس کے قطرات نے آپ کو خطیب عصر بنا دیا۔ للہ اک نظر کرم ہو وہاں اس کا طفیل جسے آپ نے مظہر حق بنا دیا فضل رسول کا خطاب عطا فرما دیا۔ اس کا واسطہ جس کے مقام عبدیت کو مکمل فرما کر عبدالقادر بنا دیا اور اسکا واسطہ جو اپنی سیرت و کردار میں اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مظہر تھا اور اطاعتِ نبویہ کا سراپا بن کر مطیع الرسول کہلایا۔ واسطہ اس کا جس نے عقائدِ حقہ کی خدمت میں وطن سے دور ہو کر اثنائے راہ پٹنہ میں اپنی جان کو نذر کر کے مقام شہادت حاصل فرمایا اور جسم کا ایک ایک حصہ قطع ہوا یا قیوم تجھے اسی شہید عشق عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ مجھے بھی دولتِ دارین حاصل ہو۔ زبان و قلم، عمل کی ہر حرکت زندگی کے ہر لمحہ میں تیرا جلوہ ہو اے دین کے زندہ کرنے والے سیدنا محی الدین رضی اللہ عنہ آپ نے دین کے مردہ قالب میں جان ڈالی، آج عالم اسلامی کفار و اعدا کے نرغہ میں ہے۔ سب سے زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ وہ دین سے برگشتہ ہوتا جا رہا ہے۔ واسطہ اپنے جدِ اعلیٰ کربلا کی تپتی زمین میں کلمہ اسلامیہ کو بلند کرنے والے سیدنا حسین امام عالی مقام کا ان کے ٹپکتے ہوئے قطرات خون کا ننھے ننھے صاحبزادوں کے خشک ہونٹوں، تڑپتی نعشوں کا اسلام اور مسلمانوں کی نصرت فرمائیں۔ ہم میں اطاعت نبویہ کے جذبات پیدا ہوں جس طرح اپنے محبوب اور میرے جدِ اعلیٰ حضرت سیف اللہ المسلول رضی اللہ عنہ کو دشمنانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزنش اور ان کے

فتنوں کے استیصال پر مامور فرما کر دشمنوں پر غالب و منصور فرمایا مجھے بھی وہ دولت عطا ہو۔ آپ کے خدام آپ کے مبارک طریقوں کے لقا و احیا میں کامیاب ہوں۔

آپ کے نام لیوا مشائخ اہلسنت علمائے ملت نے ہندوستان میں دو حریفوں کے بالمقابل اسلامی حکومت کے قیام کی جو تحریک شروع کی ہے دعا کیجئے کہ یہ جدوجہد کامیاب ہو اور ایک بار وہ دور آجائے کہ احکام دین کا اجراء ہو۔ کتاب و سنت کے مطابق ہم اپنی زندگی گزار دیں، ہمارے اخلاق و عادات، سیرت و کردار ارشادات باری و فرامین نبوی کے موافق ہوں، عقائد باطلہ خیالات فاسدہ سے دل و دماغ پاک و صاف ہوں صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ پر گامزن ہوں، حضور انور سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت تمام امور پر غالب ہو۔ آپ کے اصحاب و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم کے قائم کردہ معمولات پر ہمارا عمل ہو۔

میری یہ تالیف جسے میں نے عامۃ المسلمین کی واقفیت کے لیے لوجہ اللہ مرتب کیا ہے اس سے مسلمانوں کو صحیح فوائد حاصل ہوں۔

تالیف کتاب و طباعت میں جن احباب نے میری معاونت فرمائی وہ دولتِ دارین سے مالامال ہوں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی



ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ، لاہور

فون نمبر ٦٣٤٦٤